



ہفت روزہ آلینا لاہور

مرکزی جمعیت
آلینا
پاکستان
کامران

مسک
آلینا
کادای

حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی
حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی

۲۱ تا ۲۷ صفر ۱۴۳۷ھ 4 تا 10 دسمبر 2015ء

جلد: 46

شماره: 46

اسلام دہشت گردی کا نہیں امن و سلامتی کا دین!

رابطہ عالم اسلامی

سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

مظلوم کشمیریوں سے متعلق اس کا موقف دو ٹوک ہے
ڈاکٹر عبد اللہ
عبد المحسن التركي

چلتے زمین پر توفد مول کی آہٹ آسمان پر سنائی دیتی



اسلامی تہذیب و تمدن

ثقافت اسلامیہ کے چند روشن پہلوؤں سے انتخاب!



کھانے کے وقت تسمیہ.....!؟

عدالتی خلع کی حیثیت.....!؟

نماز کے لیے امام کی صفات.....!؟

مذہبی مسائل

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

مومن عورتوں کو حیاء کا حکم قرآن

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَخْضِبْنَ بِخُضْرٍ عَلَيَّ جُيُوبَهُنَّ وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ (النور: 31)

”مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت (بناؤ سنگھار) کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اور ہنسیوں کے نکل مارے رکھیں اور اپنے سنگھار کو ظاہر مت کریں۔“

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مومن مردوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم فرمایا وہیں مومن عورتوں کو بھی نظریں جھکانے اور شر مگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے کہ وہ مردوں پر نظر ڈالنے سے اپنی آنکھوں کو بچائے رکھیں کیونکہ یہ چیز فتنہ کی طرف لے جانے والی ہے۔ امہات المؤمنین جو مسلمان عورتوں کے لیے نمونہ ہیں جن کی تربیت براہ راست حضور اکرم ﷺ کے زیر سایہ ہوئی ہے ان کے لیے بھی مصلح اعظم ﷺ کا یہی حکم تھا کہ اجنبی مردوں پر نظر پڑنے سے اپنے آپ کو چھپائیں۔ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ ایک نابینا صحابی تھے، نبی کریم ﷺ کے گھر تشریف لائے تو سیدہ میمونہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف فرما تھیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ”حجاب کرو۔“ فرمانے لگیں: وہ تو نابینا ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم تو اسے دیکھ سکتی ہونا!“ گویا شریعت نے ہر اس چیز سے بچنے کا حکم دیا ہے جو فتنہ کی طرف لے جانے والی ہو۔

اسی کے ساتھ مذکورہ آیت میں خواتین کو اپنی زیب و زینت کی نمائش سے بھی روکا گیا ہے اور اس میں خوبصورت لباس، زیورات اور تمام بدن شامل ہے۔ جبکہ صرف اس چیز کی اجازت دی گئی ہے جس کا ظاہر ہونا لازمی ہے لیکن اس (إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا مگر جو ظاہر ہے) سے بیسیوں معانی اخذ کرتے ہوئے فتنہ کو گھسنے کی جگہ دی جاتی ہے۔ جبکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عام لباس ہے جو ایک عورت ستر پوشی کے لیے پہنتی ہے اور اس کی دلیل قرآن پاک کی آیت ہے: ﴿يَذَرْنَ أَدْمَ حُذُوًا وَيُكِنُّهُنَّ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف) اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو چونکہ ظاہری لباس جس کو عادت کے مطابق پہنا جاتا ہے، کی نمائش کو روکا نہیں جاسکتا ہے اسی لیے فرمایا مگر جو اس زینت سے ظاہر ہو یعنی وہ سادہ لباس جو عام طور پر پہنا جاتا ہے اور اس لباس میں ایسی کوئی چیز نہ ہو جو فتنہ کو دعوت دیتی ہو۔

ان خوبصورت احکامات اور وصیتوں پر اگر عمل کرنے میں اب تک کوتاہی کے مرتکب ہوئے ہیں تو اللہ نے آیت کے آخر میں توبہ کی نصیحت کی ہے جو تلاقی ماضی کا ایک ذریعہ ہے ہمیں چاہیے کہ ماضی کی کوتاہیوں پر اشک ندامت بہاتے ہوئے آئندہ کی زندگی اللہ کے احکامات کے مطابق بسر کرنے کا عزم مصمم کریں تاکہ فتنوں اور آزمائشوں سے بچا جاسکے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

موت کو موت

إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ، وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ، جِيَءَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ يُذْبَحُ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! لَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ! لَا مَوْتَ، فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ قَرَحًا إِلَى قَرَحِهِمْ، وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُرْنًا إِلَى حُرْنِهِمْ. [متفق علیہ]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جنت والے جنت کی طرف اور آگ والے آگ کی طرف چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا حتیٰ کہ اسے جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کیا جائے گا۔ منادی کرنے والا آواز لگائے گا اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے آگ والو! اب موت نہیں ہے۔ یہ آواز سن کر جنت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا اور آگ والے اور زیادہ غم میں ڈوب جائیں گے۔“ (بخاری و مسلم)

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار یا اس سے فرار ممکن ہی نہیں، لیکن ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب موت کو بھی موت آجائے گی۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جہنم والے آگ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ یعنی تمام مخلوق کے اعمال کا حساب مکمل ہو کر ہر کوئی اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے گا تو موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا، حتیٰ کہ اسے جنت اور دوزخ کے درمیان ایسی جگہ پر لایا جائے گا جہاں سے جنت اور جہنم والوں کو بآسانی آواز پہنچے گی۔ وہاں پر اس موت کو جسے مینڈھے کی شکل دی گئی ہے ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر آواز لگائے والا آواز لگائے گا: ”اے جنت والو! اب موت نہیں آئے گی، اے آگ والو! اب تمہیں بھی موت نہیں آئے گی۔“ اس لیے کہ موت کو ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیا گیا ہے۔ یہ اعلان سن کر جنت والے خوش ہوں گے کہ اب ہمیشہ کے لیے آرام ہے اور جنت میں اکتاہٹ کا احساس بھی نہیں ہوگا، جنت کی نعمتیں دل بھانے والی ہوں گی۔ جبکہ آگ والے یہ آواز سن کر پریشان ہوں گے کہ وہاں سے نکلنے کی تمام امیدیں ٹوٹ چکی ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذاب ہوگا، نہ اس عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ہی عذاب کا سلسلہ منقطع ہوگا، وہ غموں میں ڈوب جائیں گے۔

عذاب جہنم بہت سخت عذاب ہے اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ یہ ان اعمال کا بدلہ ہے جو وہ دنیا میں کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مشقت میں نہیں ڈالتا۔ جب موت کا وجود ہی ختم ہو جائے گا تو غم اور عذاب سے نجات کیسے ہوگی؟ نجات کا راستہ کھلا ہے مگر اکثر لوگ اس راہ پر چلنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بقول شاعر

اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے

پاکستان اور لبرل ازم ایک ساتھ نہیں چل سکتے

پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد اور اسلامی جمہوری اور فلاحی مملکت کے لیے معرض وجود میں آیا تھا تا کہ مسلمان آزادی کے ساتھ اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھال سکیں۔ اسی نصب العین کے لیے اسلامیان برصغیر نے بیش بہا جانی و مالی قربانیاں پیش کرنے سے کوئی دریغ نہیں کیا۔ قیام پاکستان کے بعد حکمران اپنے وعدے کو بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ کی اس سرزمین میں اسی کا قانون جاری ہوگا۔ افسوس کی بات ہے کہ نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر نظام اسلام کا خواب شرمندہ نہیں ہوا۔ مسر بھٹو کے دور میں سوشلزم کا چرچا تھا۔ اب وزیر اعظم نواز شریف نے لبرل ازم کے حق میں بیان دے کر عوام میں تشویش پیدا کر دی ہے۔ اس پر امیر محترم پروفیسر ساجد میر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبہ میں تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے جیسے ہم ادارتی کالموں میں شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ پاکستان اور لبرل ازم ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ مغرب لبرل ازم کو ایک نظریاتی ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا آ رہا ہے اور اب اسے اسلامی آئیڈیالوجی کو ابھرنے سے روکنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے، وزیر اعظم نواز شریف کو لبرل ازم کے حق میں دیے گئے بیان کی وضاحت کرنی چاہیے کہ انہوں نے یہ بات کس تناظر میں کی ہے، دینی اور نظریاتی حلقوں میں وزیر اعظم کے بیان پر تشویش بجا ہے۔ جامعہ ابراہیمیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ لبرل ازم کے تصور کو اسلام کو دوبارہ ایک بالادست قوت بننے سے روکنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ اسلام اعتدال کا مذہب ہے اسے لبرل ازم کی ضرورت نہیں ہے، پاکستان اسلام کے نام پر بنا اس کی اپنی پہچان اور تشخص ہے اسے کسی دوسری تہذیب کے رنگ میں نہیں رکھا جاسکتا۔ وزیر اعظم نے اگر دہشت گردی اور انتہا پسندی کی نفی میں یہ بات کی ہے تو انہیں یہ اصطلاح استعمال نہیں کرنی چاہیے تھی، اسلام کا مزاج تو پہلے ہی میانہ روی اور اعتدال کا حامل ہے۔ لبرل ازم آزادی کے تصور کی ترجمانی کرتا ہے، آزادی کا مطلب طاقتور کے ہاتھوں انسان کی غلامی ہے۔ لبرل ازم آزادی کا مسوگرن لیکن دھوکے پر مبنی تصور ہے، جو طاقتوروں کے ہاتھ میں ایک انتہائی مہلک ہتھیار ہے۔ لبرل معاشروں میں طاقتور لوگ مسائل کے اُن جوابات کی ترویج کرتے ہیں جو ان کے مفادات کو پورا کرنے کا باعث بنتے ہوں چاہے اس سے ایک عام شہری کا حق ہی کیوں نہ مارا جا رہا ہو۔ لبرل ازم کے تحت حاصل آزادی دراصل ایک عام آدمی کی طاقتوروں کے ہاتھوں غلامی ہے۔ انہوں نے کہا کہ لبرل ازم مذہب کا دشمن ہے۔ لبرل ازم نے عیسائی دنیا کو یہ سوچ دے کر دھوکہ دیا کہ مذہبی آزادی کے تصور کے تحت وہ اپنے مذہب پر جس طرح چاہیں عمل کر سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں لبرل ازم مذہب کا مخالف تصور ہے جو تمام مذاہب کا دشمن ہے۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ مذہب اپنی فطرت میں انسان کو اپنے سامنے جھکنے کا حکم دیتا ہے۔ کوئی بھی مذہب انسان کو مقتدر قرار نہیں دیتا اور اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق عمل اختیار کرے۔ مذہب انسان کو ایک مخصوص نظم و ضبط کا پابند کرتا ہے چاہے وہ نظم و ضبط اس کی پوری زندگی کا احاطہ کرتا ہو یا صرف اخلاقی اور روحانی مسائل تک محدود ہو۔ انہوں نے کہا کہ لبرل ازم براہ راست مذہب سے ٹکراتا ہے کیونکہ لبرل ازم انسان سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ خود کو صرف اور صرف لبرل تصور کا پابند بنائے۔ لبرل ازم اللہ تعالیٰ کی جگہ انسان کو رب بنا دیتا ہے۔ ایک حقیقی لبرل انسان مذہب کا پابند نہیں ہو سکتا۔ ایک لبرل انسان مذہب کی کچھ باتوں پر عمل یا اجتناب اختیار کر سکتا ہے لیکن ایسا وہ اپنی مرضی اور خواہش کے تحت ہی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ لبرل انسان اپنے رب کی نہیں بلکہ خود اپنی پرستش کرتا ہے۔ کوئی بھی مذہب انسان کو آزادی فراہم نہیں کرتا۔ لبرل ازم ایک جھوٹا فلسفہ ہے جس نے کئی نسلوں کو دھوکہ دیا اور عملاً طاقتور کو اقتدار اعلیٰ دے کر دنیا میں جبر اور استحصال کا ماحول پیدا اور عام کیا۔

مدیر اعلیٰ
بشیر الانصاری
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری

☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

مجلس

ادارت

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 سورۃ الحجرات: چند اخلاقی ضابطے (خطبہ حرم)
- 10 اسلام..... امن و سلامتی کا دین
- 13 سیدنا بلال بن رباح
- 15 اسلامی تہذیب..... چند خصوصیات
- 18 فضائل مدرسی
- 20 یاد و ننگان..... مولانا حافظ عبدالحمید ازہر
- 21 تبرہ کتب
- 22 طب و صحت
- 25 اخبار الجماد

ادارہ سے جلد خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ریتیل زمرینٹر کے نام کی جائے

ہفت روزہ ”اہل حدیث“

چوک اہل حدیث (المعرفہ تیچ پوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37725525 فیکس: 042-37720257

email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

- سالانہ 500/- روپے
ششماہی 300/- روپے
بذریعہ دی 550/- روپے
بیرونی ممالک سے 5500/- روپے
نی پرچہ 15/- روپے

پینٹر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”السر پرنٹ ان“ شاہ خالد جاون جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

مظلوم کشمیریوں کی دادری کے لیے رابطہ عالم اسلامی کا موقف ہمیشہ دو ٹوک رہا ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ عبدالحسن التركي

موجودہ دور میں امت مسلمہ بڑی سنگین اور گھمبیر قسم کے فتنوں سے دوچار ہے، جس کا ایک بڑا سبب باہمی انتشار و خلفشار ہے، دوسری طرف بین الاقوامی قوتوں کی سازشیں عروج پر ہیں۔ کہیں مسلمان ممالک آپس میں دست و گریبان ہیں تو کہیں بیرونی یلغار کی زد میں، کہیں مسلم اقلیتوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں نوجوان افراتفری کا شکار ہو کر تشدد اور انتہا پسندی کا راستہ اپنا رہے ہیں جس سے امت مسلمہ کی مشکلات اور مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان تمام مسائل کا حل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے ”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقے میں نہ پڑو“ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان قیادتیں سر جوڑ کر بیٹھیں اور اتحاد و اتفاق کا عملی مظاہرہ کر کے امت کو مسائل کے گرداب سے نکالیں۔ اس کے ساتھ دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ باہمی فروغی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ عالم اسلام میں سعودی عرب کا کردار سب سے اہم اور موثر رہا ہے۔ حریم شریفین کی وجہ سے پوری امت مسلمہ سعودی عرب کو احترام کی نگاہوں سے دیکھتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ سعودی عرب نے ہمیشہ امت کے لیے موثر کردار ادا کیا ہے۔ عالم اسلام کی سب سے بڑی تنظیم اسلامی کانفرنس کا صدر مقام جدہ میں واقع ہے، جبکہ امت مسلمہ کے علماء و فقہاء اور دانشوروں کی سب سے بڑی تنظیم رابطہ عالم اسلامی کا مرکزی آفس بھی مکہ مکرمہ سعودی عرب میں واقع ہے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کے حقوق اور مسلم اقلیت کے دفاع اور تحفظ کے لیے رابطہ عالم اسلامی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے اور مظلوم کشمیریوں کی دادری کے لیے رابطہ عالم اسلامی کا موقف ہمیشہ دو ٹوک رہا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر عبداللہ عبدالحسن التركي حفظہ اللہ نے حالیہ دورہ کے موقع پر مسئلہ کشمیر پر دو ٹوک بیان جاری فرما کر مظلوم کشمیریوں کی حمایت کا بھرپور اعلان کیا ہے۔ اسی طرح مسئلہ فلسطین کے حل، برما کے مسلمانوں کی دادری، عراق، شام اور یمن میں پائے جانے والے تنازعات میں سعودی عرب نے ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیا ہے۔ آج کا یہ عظیم الشان اجلاس اتحاد امت کے لیے سعودی عرب کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ سعودی عرب، پاکستان اور ترکی تین ایسے ممالک ہیں جو عالم اسلام میں اہم کردار ادا کرنے اور امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت الہدیٰ پاکستان کے زیر اہتمام ”امت مسلمہ کے اتحاد کے لیے سعودی عرب کا کردار“ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کیا۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی ڈاکٹر عبداللہ عبدالحسن التركي حفظہ اللہ سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ، پروفیسر سینیئر ساجد میر، امیر مرکزی جمعیت الہدیٰ پاکستان، چیئرمین قائمہ کمیٹی ایوان بالا، ڈاکٹر عبدالکریم ناظم اعلیٰ مرکزی چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور، وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف، میاں اسلم نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان، مولانا حامد الحق جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام (س)، قاری زوار بہادر امیر جمعیت علماء پاکستان اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ مہمان خصوصی ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالحسن التركي سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے عربی میں خطاب کیا۔ ان کے خطاب کی اردو میں مولانا علی محمد ابوتراب نے ترجمانی کی۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت پاکستان کی مملکت سعودیہ کے ساتھ قربت لائق تحسین ہے۔ مرکزی جمعیت الہدیٰ عالم اسلامی کے اتحاد کے لیے رابطہ عالم اسلامی کی معاون کے طور پر سبقت حاصل کرنے والی جماعت ہے۔ اتحاد امت کے لیے مملکت سعودیہ کی کوششیں گزشتہ چار ادوار سے جاری ہیں اور مملکت کی اولین ترجیح ہے۔ مملکت سعودیہ میں شرعی نظام نافذ ہے، وہاں مسلمانوں کا مرکز ہے اور مملکت سعودیہ کا اتحاد امت کے لیے کردار جاری رہے گا۔ رابطہ عالم اسلامی، اسلامی ممالک میں رابطوں کی تنظیم ہے اور ہمارا مشن یہ ہے کہ عالمی اسلامی مسائل پر رابطوں کو بڑھایا جائے گا۔ وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے عوام بلا امتیاز سعودی حکومت اور خادم حریم شریفین کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں۔ ہم بار بار اس بات کا اعادہ کر چکے ہیں کہ حریم شریفین اور سعودیہ کی طرف اٹھی ہوئی ہر میلی آنکھ کا رخ موڑ دیں گے۔ حکومت پاکستان کا موقف حجاز و یمن کے مسئلہ پر دو ٹوک ہے۔ رابطہ عالم اسلامی اسلام کے پیغام امن کے لیے کوشاں ہے۔ عالمی برادری ایسے اقدامات سے باز رہے جن کا رد عمل شدت پسندی کی صورت میں نکلے۔ مولانا حامد الحق حقانی سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام (س) نے کہا کہ پوری دنیا کی نگاہیں سعودی حکومت، سعودی علماء و مشائخ پر ہیں۔ اتحاد امت کانفرنس اسلامی دنیا میں امن کی جاری کوششوں اور سعودی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ مرکزی جمعیت الہدیٰ مبارکباد کی مستحق ہے۔ قاری زوار بہادر امیر جمعیت علماء پاکستان نے کہا کہ ہمارے گھر کو آگ لگی ہوئی ہے جس کا حل رابطہ عالم اسلامی کی فعالیت ہے۔ مسلمان آپس میں دست و گریبان ہیں۔ اتحاد امت کے لیے پروفیسر ساجد میر کی یہ کانفرنس لائق تحسین ہے۔ حریم شریفین کے تحفظ کے لیے پوری امت ایک نکتہ پر متفق ہے۔ فضیلۃ الشیخ سید عتیق حفظہ اللہ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی عوام سعودی حکومت کو عزت کی نگاہ سے و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پوری دنیا میں جہاں پر مسلمان تکلیف اور صدمے میں ہوں تو سعودی حکومت سب سے پہلے ان کی مدد کو پہنچتی ہے۔ سعودی دعا و اور مبلغین پوری دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے موجود ہیں جن کے کوئی سیاسی مقاصد نہیں ہیں بلکہ قرآن و سنت اور اتحاد امت ہی ان کا مرکز و محور ہے۔ مولانا فضل الرحمن مدنی امیر خیر پختون خواہ نے کہا کہ سعودی حکومت عالم اسلام کی محسن ہے۔ خدمت قرآن و سنت، خدمت حریم شریفین، خدمت حجاج سعودی حکومت کے امتیازی اعزاز ہیں۔ سید عتیق الرحمن شاہ محمدی امیر مرکزی جمعیت راولپنڈی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی عوام، جمعیت الہدیٰ اور مملکت سعودیہ کا تعلق عقیدہ اور منہج کا تعلق ہے۔ ہم سعودی حکومت کو یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان کے بچے، جوان، بوڑھے اور شیوخ الحدیث حریم شریفین کی حفاظت کے ہمیشہ کے لیے تیار ہیں۔

چٹاب
مولانا
مفت
ابو محمد عبدالستار احمد
مرکز الدراسات الاسلامیہ

سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: hammad3316@yahoo.com

احکام و مسائل

کھانے کے وقت تسمیہ

سوال

کھانا وغیرہ کھاتے وقت ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھنا چاہیے یا صرف ”بسم اللہ“ ہی کافی ہے؟ اس سلسلہ میں قرآن وحدیث میں کیا صراحت ہے وضاحت سے لکھیں۔

جواب

ہمیں شریعت نے اس امر کا پابند کیا ہے کہ ہر کام کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے اس کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کی برکت سے وہ کام بھی بابرکت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”کھانا کھانے کے آغاز میں اللہ کا نام لو وادائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔“ (بخاری الاطعمہ: ۵۳۷۶) اس حدیث میں مطلق طور پر اللہ کا نام لینے کا ذکر ہے۔ ملا علی قاری اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”بسم اللہ کہو یا اللہ کا نام ذکر کرو۔“ (مرقاۃ: ج ۲ ص ۳۶۰) لیکن ہمارے رجحان کے مطابق پہلا معنی یعنی ”بسم اللہ“ کہنا ہی درست ہے کیونکہ اس حدیث کی ایک دوسری روایت میں اس امر کی صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچے! جب تم کھانا کھاؤ تو بسم اللہ کہو۔“ (طبرانی کبیر: ج ۹ ص ۱۳)

علامہ البانی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”دوسری روایات میں جو اطلاق تھا اس کی وضاحت اس روایت میں ہے کھانے کے وقت اللہ کا نام لینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ صرف ”بسم اللہ“ کہا جائے جس کی تائید حدیث نمبر ۱۹۶۵ سے بھی ہوتی ہے اس بات کو اچھی طرح یاد کر لو کیونکہ یہ ان لوگوں کے نزدیک انتہائی اہمیت کی حامل ہے جو سنت کی تکریم کرتے ہیں اور اس پر کسی قسم کے اضافے کو جائز خیال نہیں کرتے۔“ (ارواء الغلیل: ج ۲ ص ۳۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ کہے۔ اگر ابتداء میں کہنا بھول جائے تو یاد آنے پر ”بسم اللہ اولاً“ وَاخِرًا“ کہے۔“ (مسند امام احمد: ج ۶ ص ۲۰۸)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ تسمیہ کے طریقہ کے متعلق صریح ترین روایت یہی ہے۔ (فتح الباری: ج ۹ ص ۵۲۱)

ان احادیث و آثار کا تقاضا ہے کہ کھانے کے آغاز میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کی بجائے ”بسم اللہ“ کہنے پر اکتفاء کیا جائے۔ واللہ اعلم!

عدالتی خلع کی حیثیت

سوال

پچھلے دنوں اسلامی نظریاتی کونسل نے عدالتی خلع کے متعلق کچھ سفارشات حکومت کو پیش کی ہیں کہ مروجہ عدالتی خلع جس میں شوہر کی رضا مندی کے بغیر عدالت ایک طرف ڈگری جاری کرتی ہے درست نہیں۔ اس سفارش کے متعلق شرعی ہدایات کیا ہیں؟ اس کے متعلق ہماری رہنمائی کریں۔

جواب

اللہ تعالیٰ نے نکاح کے موقع پر بیوی خاوند کی رضا مندی کو بنیادی حیثیت دی ہے اسلام میں ایسے نکاح کی کوئی گنجائش نہیں جس میں مرد اور عورت کی رضا مندی شامل نہ ہو۔ اسی طرح اگر نکاح کے بعد مرد و زن میں ایسا اختلاف ہو جائے جس کا کوئی حل نظر نہ آئے تو اسلام نے اس کا متوازن طریقہ سے حل پیش کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ خاوند کے لیے طلاق کا طریقہ تجویز کیا ہے اور تفریق کے لیے عورت کو خلع کا حق دیا ہے۔ خلع کے ذریعے عورت اپنے شوہر کو حق مہر واپس کر کے اس سے علیحدگی حاصل کر سکتی ہے اس خلع کی دو اقسام حسب ذیل ہیں:

✽ اپنے گھر میں ہی معاملہ کو حل کر لیا جائے اور عورت کے مطالبہ پر خاوند اپنی بیوی سے حق مہر وصول کر کے اسے آزاد کر دے۔

✽ اگر شوہر اس پر رضا مند نہ ہو تو عورت عدالت سے رجوع کر کے اپنا حق خلع حاصل کر لے۔ اس سلسلہ میں قاضی کا فیصلہ شرعی حیثیت رکھتا ہے جس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے: ”اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں میاں بیوی حدود الہی پر قائم نہ رہیں گے تو ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ طے ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی اختیار کر لے یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔“ (البقرہ: ۲۲۹)

حدیث میں اس کی وضاحت آتی ہے کہ سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں ثابت بن قیس پر دینداری اور اخلاق میں کوئی عیب نہیں لگاتی مگر میں یہ نہیں چاہتی کہ مسلمان رہتے ہوئے اس کی ناشکری میں مبتلا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو باغ اس نے تمہیں دیا تھا اسے واپس کرتی ہو؟“ وہ کہنے لگی: ”جی ہاں“ اس نے باغ واپس کر دیا تو آپ ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور اس نے بیوی کو جدا کر دیا۔ (بخاری الطلاق: ۵۰۷۶)

اس حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے بحیثیت قاضی سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے اس کی رضا مندی کے متعلق دریافت نہیں فرمایا بلکہ عورت کی تائید و یاری اور اخلاق میں کوئی عیب نہیں لگاتی مگر میں یہ نہیں چاہتی کہ مسلمان رہتے ہوئے اس کی ناشکری میں مبتلا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو باغ اس نے تمہیں دیا تھا اسے واپس کرتی ہو؟“ وہ کہنے لگی: ”جی ہاں“ اس نے باغ واپس کر دیا تو آپ ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور اس نے بیوی کو جدا کر دیا۔ (بخاری الطلاق: ۵۰۷۶)

جدا کرنے کا پابند کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں عدالتی دباؤ کے ساتھ اپنے حق خلع کو شوہر پر نافذ کر دینے کی مجاز ہیں اور اس سلسلہ میں شوہر کی رضا مندی ضروری نہیں۔ واللہ اعلم!

نماز کے لیے امام کی صفات

سوال نماز کیلئے کس قسم کے شخص کو امام بنایا جائے، نیز جب اصل امام موجود نہ ہو تو کیا کوئی بھی دوسرا آدمی جماعت کرا سکتا ہے یا کسی خاص صفات کے حامل شخص کو امام بنانا چاہیے، قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

جواب نماز کو دین اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے، اس کی جماعت کیلئے کسی ایسے شخص کا انتخاب کیا جائے جو کم از کم تین بنیادی صفات کا حامل ہو جو حسب ذیل ہیں:

☆ اس کا عقیدہ صحیح اور قرآن و حدیث کے مطابق ہو، کیونکہ مشرک اور کافر کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز نہیں۔ مشرکین اور کفار کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ہم ان کے اعمال کا جائزہ لینے کیلئے آئیں تو انہیں نکھرے ہوئے غبار کی طرح بنا دیں گے۔“ (الفرقان: ۲۳)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین اور کفار کا کوئی عمل بھی اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا، نماز جیسا اہم عمل کیسے قبول کیا جائے گا، لہذا امام کو صحیح العقیدہ ہونا چاہیے۔

☆ قرآن کریم اسے زیادہ یاد ہو اور بخارج و صفات کی خوب رعایت کرنے والا ہو، وہ قرآن کریم کی صحیح لب و لہجے سے تلاوت کرتا ہو، جیسا کہ حدیث میں ہے:

”لوگوں کی امامت وہ شخص کرائے جو کتاب اللہ کو زیادہ پڑھنے والا ہو اور اگر قرأت میں برابر ہوں تو ایسا شخص امامت کرائے جو سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو۔“ (صحیح مسلم المساجد: ۶۷۳)

☆ وہ اچھے اخلاق اور صاف ستھرے کردار کا حامل یعنی وہ لوگوں کو مانوس کرنے والا ہو اور متفرق کرنے والا نہ ہو۔ کیونکہ اگر کوئی بد اخلاق ہے اور لوگ اس سے بیزار ہیں تو اس کی اپنی نماز محل نظر ہے چہ جائیکہ وہ امامت کا اہل ہو۔ حدیث میں ہے کہ تین آدمیوں کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے: پہلا وہ شخص جو امامت کیلئے کسی قوم کے آگے بڑھے لیکن لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ (ابوداؤد، الصلوٰۃ: ۵۹۳)

اگر مقررہ امام موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کرنا چاہیے، اگر وہ دستیاب نہ ہو تو حاضرین میں سے امامت کے فرائض وہ شخص ادا کرے جسے قرآن زیادہ یاد ہو اور وہ بخارج و صفات کا خیال رکھتے ہوئے قرآن کی تلاوت کرتا ہو۔ لیکن امام راتب موجود ہے تو اسے ہی جماعت کرانا چاہیے، اگرچہ حاضرین میں کچھ افراد اس سے زیادہ قرآن یاد رکھتے ہوں۔ ایسے حالات میں امامت وہی کرائے جو اس کیلئے تعینات ہے، قرآن و حدیث کے متعدد دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

طلاق کے بعد رجوع

سوال میں نے اپنی بیوی کو اس کے ناروا رویے کے پیش نظر ایک طلاق دی، وہ ناراض ہو کر میرے چلے گئی، میں نے فون پر دوران عدت رجوع کر لیا لیکن میرے سر اس رجوع کو نہیں مانتے بلکہ میری طلاق کو بنیاد بنا کر میری بیوی کے عقد ثانی کیلئے آگے کسی سے بات شروع کر دی ہے، ایسے حالات میں میرے لئے کیا حکم ہے؟

جواب اگر بیوی کا خاوند کے ساتھ رویہ درست نہیں تو طلاق دینے سے پہلے چند ایک مراحل ہیں، خاوند کو چاہیے کہ پہلے ان کو عمل میں لائے پھر اگر حالات درست نہ ہوں تو آخری چارہ کار طلاق ہے۔ اگرچہ شریعت نے اسے ناپسندیدہ قرار دیا ہے تاہم ناگزیر حالات میں طلاق دینے کی اجازت ہے اور طلاق دینا خاوند کا حق ہے جسے وہ باہر مجبوری استعمال کر سکتا ہے جیسا کہ صورت مسئلہ میں خاوند نے اس حق کو استعمال کیا ہے، اب اس طلاق کے بعد دوران عدت اسے رجوع کا حق ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ان کے شوہر تعلقات درست کر لینے پر آمادہ ہوں تو وہ اس عدت کے دوران میں پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔“ (البقرہ: ۷۸)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح خاوند کو اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا حق دیا ہے، اسی طرح اسے طلاق کے بعد دوران عدت رجوع کر لینے کا حق بھی دیا ہے، لیکن یاد رہے کہ خاوند صرف دومرتبہ حق رجوع استعمال کر سکتا ہے۔ جو شخص دومرتبہ طلاق دے کر اس سے رجوع کر چکا ہو، پھر وہ اپنی عمر میں جب کبھی تیسری طلاق دے گا تو پھر رجوع نہیں کر سکے گا بلکہ وہ عورت مستقل طور پر اس سے جدا ہو جائے گی۔

بہر حال سائل کو پہلی طلاق کے بعد رجوع کا حق ہے جو اس نے استعمال کر لیا ہے، بیوی کے والد کو درمیان میں حائل نہیں ہونا چاہیے، اگر پہلی اور دوسری طلاق کے بعد عدت گزر جائے تب بھی تجدید نکاح سے رجوع ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم نے عورت کے سرپرست حضرات کو تنبیہ کی ہے کہ وہ اس ”حق رجوع“ کے درمیان رکاوٹ نہ بنیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے مت روکو جبکہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔“ (البقرہ: ۲۳۲)

اس آیت کی روشنی میں سرپرست حضرات کو چاہیے کہ وہ اسے عزت نفس کا مسئلہ نہ بنائیں اور خاوند نے اگر رجوع کر لیا ہے تو بیٹی کا گھر آباد ہونے میں رکاوٹ نہ بنیں۔ (واللہ اعلم)



سورۃ الحجرات کی روشنی میں چند اخلاقی ضابطے

جناب حافظ یوسف سراج

نظر ثانی

جناب محمد اجمل بھٹی/ جناب محمد عاطف الیاس

ترجمہ

حمد و ثناء کے بعد:

اللہ کے بندو! پرہیز گاری اختیار کرو کیونکہ پرہیز گاری بہترین نور اور انسانی روح کو جانچنے کا بہترین پیمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ﴾ (الحجرات)

”بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز و کرم وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔“

جان رکھو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے، یہ ہدایت اور نور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (روشنی) اور واضح کتاب آگئی ہے جس کے ذریعہ

سے خدا ان لوگوں کو سلامتی کے راستوں پر چلاتا ہے جو اس کی رضا کی اتباع و پیروی کرتے ہیں اور ان کو تاریکیوں (گمراہی) سے اپنے

اذن و توفیق سے نور (ہدایت) کی طرف لاتا ہے اور انہیں سیدھے

راستہ پر لگاتا ہے۔“ (المائدہ)

مسلمانو! وہ افضل ترین شے کہ جس میں عقل و دانش، سوجھ اور سمجھ بوجھ کی صلاحیتیں صرف کرنی چاہئیں،

اللہ کی کتاب میں اسرار و رموز تلاش کرنا، پوشیدہ حقائق تک رسائی کی کوشش کرنا اور قرآن کی تشریحات کی جانچ پڑتال

کرنا ہے کیونکہ قرآن کریم میں راہ ہدایت کی واضح نشانیاں اور دین کی بنیادیں موجود ہیں۔ یہی قرآن تمام فتنوں اور

مشکلوں سے بچنے کی پناہ گاہ ہے، یہ ہمیشہ رہنے والی نعمت ہے، یہ دین اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے، یہ برائی کو

روکنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ کا کلام دلوں کی شفا ہے۔ مشابہات اور اختلاف والی اشیاء کے بارے میں عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے قرآن حکیم کو بہارِ دل

بنایا، عظیم افکار کو اعلیٰ اسلوب میں بیان فرمایا۔ یقیناً! انسانی عقل، قرآن حکیم کے پوشیدہ معانی تک نہیں پہنچ سکتی، اس کے مکمل اوصاف زبان بیان نہیں کر سکتی۔ سعادت مند

ہے وہ شخص جو دل و جان سے قرآن کریم کی طرف متوجہ ہو گیا، جس نے پورے جذبے کے ساتھ فکر و دانش کی

صلاحیتیں قرآن کے لیے وقف کر دیں۔ صاحب توفیق بھی وہی ہے جسے تدبیر قرآن کی توفیق ملی، قرآن کے ذریعے

سے نصیحت کرنے اور نصیحت لینے کے لیے چن لیا گیا۔ ایسا شخص قرآن کے باغات میں مزے سے سیر کرتا ہے

اور پاکیزہ نہروں سے سیراب ہوتا رہتا ہے۔ قرآن دلوں کو خوشی سے بھر دیتا ہے، طبیعت کو

پھولوں کی سی خوشبو سے معطر کر دیتا ہے، اپنے الفاظ کے

قرآن دلوں کو خوشی سے بھر دیتا ہے، طبیعت کو پھولوں کی سی خوشبو سے معطر کر دیتا ہے، اپنے الفاظ کے ذریعے دلوں کو زندگی بخشتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو روح کا نام دیا ہے۔

ذریعے دلوں کو زندگی بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو روح کا نام دیا ہے۔ فرمایا:

”اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کی صورت میں اپنی ایک (خاص) روح بھیجی۔“

اے امتِ قرآن! مخلوق کے کلام پر کلام اللہ کی برتری اور فضیلت دیے ہی ہے جیسے کہ مخلوقات کے مقابل

رب کا مقام و مرتبہ ہے۔ امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں:

”قرآن کریم اسلامی شریعت کا کل ہے، یہ ملت اسلامیہ کی بنیاد، حکمت اور سمجھداری کا سرچشمہ، رسالت کی دلیل، آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور

ہے۔ اللہ تک پہنچنے کا اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں اور نجات کا بھی اس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں۔ جو

شخص شریعت کے کل کو سمجھنا چاہتا ہے، شریعت اسلامیہ کے اہداف کا ادراک کرنا چاہتا ہے اور شریعت کے دیکھتے ہیروں میں شامل ہونا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ قرآن کریم کو دوست بنا لے اور ہمہ وقت اس کا ساتھ نبھائے، اٹھتے بیٹھتے اسے یاد رکھے، فکر و عمل سے اس کی پیروی کرتا رہے۔“

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

شخص شریعت کے کل کو سمجھنا چاہتا ہے، شریعت اسلامیہ کے اہداف کا ادراک کرنا چاہتا ہے اور شریعت کے دیکھتے ہیروں میں شامل ہونا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ قرآن کریم کو دوست بنا لے اور ہمہ وقت اس کا ساتھ نبھائے، اٹھتے بیٹھتے اسے یاد رکھے، فکر و عمل سے اس کی پیروی کرتا رہے۔“

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی و معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب و اخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا

خوبصورتی بڑھتی جاتی ہے۔“

کیا ہی خوش قسمتی ہے کہ ہم چیلنجز بھرے دور میں قرآن کی واضح آیات کے ساتھ کچھ وقت گزاریں، اس سے سبق اخذ کرنے کی کوشش کریں اور اللہ کی رحمتیں تلاش کریں، اس کے پھلوں کا مزہ لیں، ایسی سورت پڑھیں کہ جو اخلاق و آداب کی سورت ہے۔ سورۃ الحجرات کہ جو انسان کو اپنی حدود سکھاتی ہے اور حدود سے بڑھنے سے منع کر کے اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ معاملہ کرنے کا ادب سکھاتی ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْفُوا يَدَيَّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝﴾
”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔“ (الحجرات)
اس آیت میں شریعت اسلامیہ کے چمکتے دیکتے

اہداف میں سے ایک عظیم ہدف ذکر کیا گیا ہے۔ کلام کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو شہوت کی بندگی اور نفس کی پیروی سے نکال کر اللہ کی حقیقی اور صحیح انداز میں پیروی کی طرف لے جایا جائے۔

شریعت اسلامیہ کا ہدف یہ ہے کہ انسان کو شہوت کے شکنجوں سے چھٹکارا دلایا جائے تاکہ وہ خود بھی اللہ کی بندگی اختیار کرے کیونکہ چاہتے ہوئے یا ناچاہتے ہوئے بہر حال وہ اللہ ہی کا بندہ ہے۔

دیکھیے! جس تہذیب میں دنیا کے لوگ سالہا سال چین و سکون اور خوشی کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں اس کی بنیاد شریعت اسلامیہ کے روشن اصولوں نے ہی رکھی تھی اور یہی احکام الہی اور ارشادات نبوی پر عمل کرنے کا دنیا میں ملنے والا صلہ ہے۔

آج کہ جب امت کی وسیع و عریض زمین کی ہر وادی اور ہر خطے پر مصیبتیں ہی مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں اور امت کے پر نور چہرے کو گدلا رہی ہیں، اس سیاہ صورتحال میں اگر کوئی نجات کا امیدوار ہے تو وہ جان لے کہ نجات شریعت اسلامیہ کے اہداف کی طرف لوٹنے میں ہی ہے، سنت محمدیہ کی اتباع میں ہی ہے۔ اسی میں ہماری عزت و نصرت ہے۔ شریعت اسلامیہ کی زبان دنیا کی

واضح ترین زبان ہے، اسی کے ذریعے امت کو بلندی اور حکومت نصیب ہو سکتی ہے، اسی کے ذریعے امت کی چھٹی ہوئی عزت اور شرف لوٹائے جاسکتے ہیں۔

اے امت فرقان! سورۃ الحجرات بندگی کے عظیم اصولوں میں سے ایک اصول کے بیان سے شروع ہوتی ہے، پھر اسے اعلیٰ اخلاق و آداب کا تاج پہناتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ معاملہ رکھنے کا ادب سکھاتی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۚ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ ۚ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ ۚ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝﴾ (الحجرات)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں

سورۃ الحجرات بندگی کے عظیم اصولوں میں سے ایک اصول کے بیان سے شروع ہوتی ہے۔ پھر اسے اعلیٰ اخلاق و آداب کا تاج پہناتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ معاملہ رکھنے کا ادب سکھاتی ہے۔

ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔“

اہل علم کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ کا ادب و احترام وفات کے بعد بھی اسی طرح کرنا لازم ہے جس طرح ان کی زندگی میں کرنا لازم تھا۔
امام ابن حنفیہ فرماتے ہیں:

”آپ ﷺ کے حجرہ مبارک کے قریب آوازیں بلند نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ آپ ﷺ کی حرمت اور ادب اسی طرح کیا جانا چاہیے جس طرح وفات سے پہلے کرنا لازم تھا۔“

امام مالکؒ کے سامنے کسی نے مسجد نبوی میں بلند آواز سے بات کی تو انہوں نے فرمایا: ”اے فلاں! مسجد نبوی میں اپنی آواز مت بلند کر! اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو جہڑ کا ہے، فرمایا: ”اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو“، اور کچھ لوگوں کی تحسین فرمائی ہے، فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَخُصُّونَ أَصْوَابَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝﴾ (الحجرات)

”جو لوگ رسول خدا کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے، اُن کے لیے مغفرت ہے اور اجر عظیم۔“
اور کچھ لوگوں کی برائی ذکر کی ہے، فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝﴾ (الحجرات)

”اے نبی، جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔“
آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی ان کی حرمت اسی طرح باقی ہے جس طرح ان کی زندگی میں تھی۔
ایمانی بھائیو! سورۃ الحجرات میں مذکورہ آداب میں

ایک ایسا ادب بھی بیان ہوا ہے جو یقیناً افراد اور معاشرے سدھارنے کے لیے بے حد لازمی ہے۔ یہ ادب خبروں کی تحقیق کرنا اور مسلمانوں کے بارے میں اچھا

گمان رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝﴾ (الحجرات)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔“

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ”گمان سے گریز کرو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔“ (بخاری و مسلم)

آج خونی واقعات پے در پے تیزی سے رونما ہو رہے ہیں اور آج کا زمانہ جنگوں سے چور ہے اور ساتھ ہی ساتھ کچھ ضعیف النفس لوگ امت کی وحدت بکھیرنے میں لگے ہیں، وہ اس کی اجتماعیت پاش پاش کرنا چاہتے ہیں، وہ جھوٹی خبروں اور بدترین افواہوں کے ذریعے معصوم لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنا

چاہتے ہیں، جھوٹ یہ جھوٹ بولے چلے جاتے ہیں، ہر خوش نما اور خوش آئند چیز پر تنقید کرتے ہیں۔ ایسے لوگ آپ ﷺ کی اس حدیث کو پس پشت ڈال دیتے ہیں کہ ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں“۔ (بخاری و مسلم)

جیسے جیسے بدترین افواہوں کا دائرہ وسعت اختیار کرتا جا رہا ہے، حیا سے خالی اور غیرت سے عاری لوگ جدید میڈیا کے ذریعے بدترین برائیوں میں ملوث ہو رہے ہیں۔ ان برائیوں کا گناہ بھی اللہ کے یہاں بہت بڑا ہوگا۔ چنانچہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان سیاہ طبیعت لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کا کلام ذہن نشین کر لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوِيكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾^{۱۰}
”مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہذا اپنے

بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو“ (الحجرات)

اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ اسلامی اخوت کو فروغ دیں، مسلمانوں کے گروہوں میں صلح

کرنے کی کوشش کرتے رہیں، خاص طور پر مشکلات و مصائب اور چیلنجز کے اچانک حملوں کے دور میں یہ عمل اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

اسی طرح یہ آیت بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثْمَرُ الْحِجَرَاتِ﴾^{۱۲}
”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”کیوں نہ ایسی غلط بات سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سبحان اللہ! یہ تو ایک بہتان عظیم ہے۔“ (النور)
حماد بن زید فرماتے ہیں:

”مجھے بتایا گیا کہ محمد بن واسع ایک محفل میں بیٹھے تھے تو ایک شخص بولنے لگا اور بغیر رکے بولتا ہی چلا گیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا: آپ لوگ اگر چپ

رہیں تو آپ کا کیا نقصان ہے؟ اس طرح آپ پاک دامن بھی رہیں گے اور برائیوں سے بھی بچے رہیں گے۔“

امام احمد فرماتے ہیں:
”میں نے دیکھا ہے کہ جو شخص دوسروں کے بارے میں باتیں کرتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں گر جاتا ہے۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:
”لوگوں کے متعلق باتیں علم اور عدل کی بنیاد پر ہونی چاہئیں نہ کہ جہالت اور ظلم کی بنیاد پر۔ لوگوں کی عزت پر حملہ ان کا مال لوٹنے سے بھی بدتر ہے۔“

مومن بھائیو! سیلائیٹ، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے دور میں ہمیں تحقیق پر مزید توجہ دینی چاہیے۔ اس شخص کی بات پر کان نہیں دھرنے چاہئیں جو کسی کی چال میں آ چکا ہو۔ اندھیرے کے کھلاڑیوں سے بھی بچ کر رہنا

اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ اسلامی اخوت کو فروغ دیں، مسلمانوں کے گروہوں میں صلح کرنے کی کوشش کرتے رہیں، خاص طور پر مشکلات و مصائب اور چیلنجز کے اچانک حملوں کے دور میں یہ عمل اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

چاہیے جو بڑے بڑے جھوٹ اور بہتان بکتے ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے والی باتیں پھیلاتے رہتے ہیں۔ جھگڑے کراتے ہیں، دوریاں پیدا کرتے ہیں، غیبت اور چغلی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چغلی کرنے والے اور غیبت کرنے والے کو ایسے وصف کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جسے سن کر رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا:
﴿أَيُّجِبْ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ (الحجرات: 12)

”کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو، تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔“

جب ہم ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھیں جو اہل ایمان کا مذاق اڑاتے ہیں تو ان کے ساتھ مل کر مذاق میں ملوث نہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ (الحجرات: 11)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہی ان سے بہتر ہوں۔“

اس دور میں، بالخصوص میڈیا کے شور و غل میں ایسا گروہ رونما ہو گیا ہے جو جب تک ہلا دینے والے الفاظ سے یا آنکھوں کے اشاروں سے لوگوں کی عزتوں پر حملہ نہ کریں، انہیں چین نہیں آتا اور تب تک یہ لوگ رکتے اور نہ صبر کر پاتے ہیں۔ لوگوں کی عزتوں کو شکار کی طرح نشانہ بناتے ہیں۔ کیا ہی بدترین مقصد اور کیا ہی بدترین اغراض ہیں ان کی۔

جھوٹ لکھتے ہیں اور ان کے قلم بس جھوٹ ہی لکھتے ہیں، حق چھپاتے ہیں یہی ان کے مذموم مقاصد کا تقاضا ہے۔ یہ لوگ پاکباز شریفوں کو برے اشاروں کا نشانہ بنا۔ نے ہیں، صالح اور نیک لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ امت کی وحدت، بھائی چارہ اور ہم وطنی پاش پاش کرتے ہیں۔

لوگو! دوسروں پر لعن طعن سے، خبریں بغیر تحقیق نقل کرنے سے اور جھوٹ سے اپنی زبان محفوظ رکھیے۔ خود عدل کیجیے، لوگوں ہی سے عدل کی توقع مت رکھیے، نصیحت کرتے

رہیے، اللہ کا حق ادا کیجیے اور اللہ کی پکار پر لبیک کہہ دیجیے۔
دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد: اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، برائیوں اور گناہوں سے بچو، ہر طرح کی تعمیر و ترقی کی کوشش کرو، تم اللہ کی توفیق سے اعلیٰ منزلیں اور بلند مقام پا لو گے۔

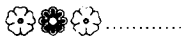
اے مومن بھائیو! اللہ تعالیٰ نے مذاق اڑانے کی ممانعت پر مشتمل آیت کا اختتام ان الفاظ پر کیا ہے۔
﴿وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾^{۱۱}
”جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔“ (الحجرات)

اگر صرف مذاق اڑانا اتنا سنگین جرم ہے تو پھر بے گناہوں کا قتل، زمین میں فساد برپا کرنا، اللہ کے گھروں کی بے حرمتی، مساجد اور عبادت خانوں کو مجرمانہ کارروائیوں کا نشانہ بنانا اور امن پسند نمازیوں کو خوفزدہ کرنا

”یہ لوگ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ان سے کہو اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو، بلکہ اللہ تم پر اپنا احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی اگر تم واقعی اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہو۔ اللہ زمین اور آسمانوں کی ہر پوشیدہ چیز کا علم رکھتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب اس کی نگاہ میں ہے۔“

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈر جاؤ، اس کی کتاب کی آیات میں غور و فکر کرو اور اپنی زندگی میں انہیں لازمی لاگو کرو، اس طرح سے کہ ان کا اثر نظر آئے اور محسوس کیا جاسکے۔ تم دنیا اور آخرت کی خیر و بھلائی پالو گے۔

اے اللہ! ہمیں، گرانی، وباؤں، سود، بدکاری، زلزلوں، آفتوں اور تمام ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کا مددگار بن جا۔ اے اللہ! مسجد اقصیٰ کو آزادی نصیب فرما۔ اے اللہ! اے قویٰ اے عزیز ظالم یہودیوں سے مسجد اقصیٰ کو آزادی نصیب فرما۔ اے اللہ! اسے تاقیامت سر بلند فرما۔ آمین!



یادِ رفگان

بقیہ

روتے۔ اس بات پر اظہارِ افسوس کرتے کہ امت مسلمہ میں کوئی رجل رشید نہیں جو قائدانہ کردار ادا کرے۔

جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے ساتھ قلبی تعلق تھا۔ ہمیشہ جامعہ کے لیے فکر مندی کا اظہار کرتے۔ اور احسان کا بدلہ چکانے کے لیے مالی معاونت کرتے۔ اپنے رفقاء کو توجہ دلاتے اور ہر سال ایک معقول رقم جامعہ کو بھیج دیتے تھے۔ جامعہ کے بارے میں اچھی خبر پر دلی مسرت کا اظہار کرتے۔ جامعہ کی انتظامیہ اور اساتذہ کے لیے نیک جذبات اور دلی دعائیں کرتے تھے۔

آپ کی رحلت سے جہاں ان کے اہل خانہ ایک مشفق باپ یا خاوند سے محروم ہوئے ہیں وہاں ان کے شاگرد ایک ممتاز استاد اور ان کے رفقاء ایک ہمدرد رفیق سے محروم ہوئے ہیں اور یہ غلامی پر نہ ہو سکے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

پوری قوت کے ساتھ نہایت احتیاط اور پختہ عزم کے ساتھ روکنے کی کوشش جاری ہے۔ یہ کوشش فکری، مالی اور عملی ہونی چاہئیں۔ تاکہ دہشت گردی کے چشمے خشک کیے جاسکیں اور امن و سلامتی کے حصول کے لیے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا جاسکے۔

لہذا دہشت گردی کو معتدل مسلمانوں اور عدل پسند اسلام کے ساتھ جوڑنا بالکل غلط ہے۔ انفرادی کارروائیوں اور خطا کاروں کی خطا کا کوئی اعتبار نہیں۔

اس سے بھی بڑا خطرہ مسجد اقصیٰ کے خلاف یہودی دہشت گردی ہے نیز شام میں ہمارے بھائیوں کے خلاف شام کے ظالم حکمرانوں کے تباہ کن حملے ہیں۔ اسلام اپنی سنہری تعلیمات کے ذریعے اعلیٰ اخلاقیات کی تکمیل کرتا ہے۔ خوشگوار بھائی چارے اور محبت و الفت کی حمایت کرتا ہے۔ اسلام معاشرے کے افراد میں باہمی درگزر اور معاف کرنے کو فروغ دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے لیے محبت و رحمت نہایت روشن ہے۔

اے امتِ قرآن! سورہ حجرات کا اختتام مومنوں کی صفات کے تذکرے پر ہو رہا ہے۔ پھر احسان جتانے کی ممانعت کا ذکر ہے۔ احسان جتنا صرف اللہ تعالیٰ کو روا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر انصاری صحابہ سے فرمایا:

”کیا میں نے تمہیں راہِ حق سے بھٹکا ہوا نہیں پایا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعے سے ہدایت سے نوازا۔ تم گروہ بندیوں کا شکار تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعے متحد کر دیا؟ اور تم فقیر تھے پھر اللہ نے تمہیں میرے ذریعے سے غنی کر دیا۔“ آپ جو بات کرتے، صحابہ ۓ کرام عرض کرتے، اللہ اور اس کے رسول ہی کا احسان ہے۔ (بخاری و مسلم)

فرمان الہی ہے:

﴿يُمْنُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمْنُوا عَلَيَّ إِلَّا سَلَامُكُمْ ۚ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَيْكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ ۝ بَمَا تَعْمَلُونَ ۝﴾ (الحجرات)

کس قدر گھناؤنا جرم ہوگا۔ ارشاد باری ہے:

”اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کے معبودوں میں اس کے نام کی یاد سے روکے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو؟ ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ ان کی عبادت گاہوں میں قدم نہ رکھیں اور اگر وہاں جائیں بھی تو ڈرتے ہوئے جائیں ان کے لیے تو دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم۔“ (البقرہ)

یہ نہایت گھٹیا لوگ ہیں جو معاشرے کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں اور معاشرے کی نہایت پسندیدہ اقدار کی بے حرمتی کر رہے ہیں، ان کا طریقہ کار نہایت گھناؤنا ہے، ان کی رعوت اور غرور نہایت گھٹیا ہے۔ وہ اللہ رب العزت کے اس واضح فرمان کی مخالفت کرتے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاهُ شَعْرًا وَفَصًّا ۖ لِيَتَعَٰرَفَ قَوْمًا ۖ وَالْحَجَرَاتِ ۖ﴾ ”لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔“

یعنی تمہارے قبائل اور کنبے باہمی تعارف کے لیے بنائے گئے ہیں، باہمی نفرت، قتل و غارت، بغض و عداوت اور لڑائی جھگڑے کیلئے نہیں بنائے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کا دور حاضر کی دہشت گردی کی تمام صورتوں اور شکلوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ دہشت گردی کا کوئی وطن، مذہب اور نسل نہیں، جبکہ اسلام نرمی کرنے، رحمت و آسانی کرنے، مل جل کر رہنے، درگزر کرنے اور امن و سلامتی والا مذہب ہے۔

ہم دھاکے، خودکش حملے اور دہشت گردی کی خونی وارداتیں، کسی بھی دین میں روا نہیں ہیں۔ عقل سلیم اور درست رائے رکھنے والا کوئی شخص اس کو جائز قرار نہیں دے گا۔ یہ دنیا بھر کے قوانین، ملکی نظام اور معاہدوں کے منافی ہیں۔ اسلام ان بدترین کارروائیوں سے بری ہے۔ یہ اسلام کے عدل و انصاف اور بلند ترین انسانی روایات و اقدار کے خلاف ہے۔ جو تمام لوگوں کے لیے باعث رحمت ہیں۔

دہشت گردی کی تمام صورتوں اور قسموں کی روک تھام کے لیے بھرپور کوششیں جاری رہنی چاہئیں۔ اسے

اسلام امن و سلامتی کا دین!

تحریر: جناب مولانا ارشد الحق اثری

سلامتی کا ظہور ہوا۔ آج بھی ضرورت ہے کہ امن و امان کے نام پر وجود میں آنے والی عالمی تنظیموں کی تمام تر ناکامیوں کے بعد اسلام کے نظام امن کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے، جو نسلی و وطنی منافرت ختم کر کے پوری دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا دے۔

اسلام مسلمانوں کے لیے بالخصوص اور پوری دنیا کے لیے بالعموم امن و سلامتی کا پیغام ہے۔ بادی برحق سید الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا ہے: **اَلْمُسْلِمُ مِّنْ سَلَمِ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَبَدِهِ** ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“

مسلمان کو ”مومن“ بھی اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ امن پسند ہے۔ یہ لفظ اَمِنْ سے ماخوذ ہے جو متعدی اور لازم دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ متعدی کے معنی میں ”امن دینے“ کے ہیں جب کہ لازم میں ”یرامن“ ہونے کے ہیں۔ گویا مومن خود بھی پر امن رہتا ہے اور امن کا علمبردار ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: **[اَلْمُؤْمِنُ مِّنْ اَمْنِهِ النَّاسُ بِوَأَقْفَةٍ]**

(مسند احمد، عن انس)

”مومن وہ ہے جس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں۔“

اسلام بلاوجہ ایک انسان کا قتل، ایک انسان ہی کا نہیں، پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیتا ہے۔

آج بھی ضرورت ہے کہ امن و امان کے نام پر وجود میں آنے والی عالمی تنظیموں کی تمام تر ناکامیوں کے بعد اسلام کے نظام امن کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے، جو نسلی و وطنی منافرت ختم کر کے پوری دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا دے۔

نہ ہوئی۔ امن و تہذیب کے دعویداروں نے اس کے پرچے فضاؤں میں اڑائے اور آج بھی اڑا رہے ہیں۔ بلکہ قیام امن کے نام پر جس ملک پر چاہتے ہیں چڑھ دوڑتے ہیں۔

آج پوری دنیا **﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾** کی زندہ تصویر ہے۔ یہ آیت مبارکہ سورہ روم میں ہے جس میں روم و ایران کے مابین بھڑکنے والی جنگ کے انجام اور اس کے نتیجہ کو بیان کیا گیا ہے کہ بروجر میں ہر سوساں برپا ہو گیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے اور یہ فساد **﴿بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾** اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی کرتوتوں کے نتیجہ میں ہے۔ اس سے مراد کفر و شرک، معصیت و نافرمانی، فسق و فجور، ظلم و بربریت ہے۔ غیر دینی اور غیر اسلامی نظام کی

حقیقت ہے کہ امن و امان کی اہمیت ہر دور میں تسلیم کی گئی اور کوئی بھی عقلمند انسان یہ باور نہیں کر سکتا کہ کوئی ملک یا قوم امن و امان کے بغیر بھی ترقی کر سکتی ہے۔

امن و سلامتی کی اہمیت کا اندازہ لگائیے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سرزمین حجاز میں اپنے اکلوتے لخت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو لا بسایا تو اس وادی غیر ذی زرع میں ان کے لیے اپنے رب سے جو کچھ مانگا ان میں سب سے پہلے یہ عرض کیا:

﴿رَبِّ اجْعَلْ لِّهَذَا بَلَدًا اَمِنًا﴾ (البقرہ: ۱۲۶/۲)

”اے پروردگار! اس کو امن والا شہر بنا دے۔“

کیونکہ امن نہ ہو تو سامان عیش و عشرت بھی بیکار اور بے مزہ ہو جاتا ہے۔ چار دیواری کے اندر بھی زندگی بے کیف گزرتی ہے اور ہر دوسری گھڑی مشکلات و مصائب کا

تصور لیے کھڑی ہوتی ہے، حتیٰ کہ عبادت و بندگی کا لطف بھی نہیں رہتا۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ تشریف لے جانے کے بعد مدینہ کے یہودی قبائل اور مسلمانوں کے

مابین ایک معاہدہ تشکیل دیا جو تاریخ کے اوراق میں ”بیثاق مدینہ“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تاکہ پوری انسانیت امن و سلامتی کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرہ ور ہو بلکہ امن و سلامتی کے دائرے کو مزید وسعت دینے کے لیے نبی کریم ﷺ نے آئندہ دوسرے قبائل سے بھی اسی نوعیت کے معاہدے کیے اور یہی طرز عمل خلفائے راشدین کے دور میں بھی اختیار کیا گیا۔

امن و سلامتی کی اس اہمیت کی بنا پر ہر دور میں یہ کوشش رہی کہ انسان باہم شیر و شکر رہیں۔ انہیں امن و امان کی نعمت نصیب رہے۔ اس آخری دور میں تو عالمی سطح پر ادارے قائم کیے گئے، مگر دنیا نے دیکھا کہ ان تمام تر کوششوں کے باوجود بھی انسانیت کو امن و سلامتی نصیب

اتباع میں اعتقادی، اخلاقی اور عملی ابتری میں مبتلا ہونا ایک بدیہی بات ہے، جس طرح گزشتہ دور میں پورے معاشرے میں بلکہ پوری انسانیت کو اس دنگا و فساد اور ظلم و ستم سے بچانے کے لیے اسلام کے نظام امن کو پیش کیا گیا۔ پھر انسانوں نے چشم خود دیکھا کہ اس نظام کو اختیار کر کے انسانوں کو ہی امن و سلامتی نصیب نہ ہوئی بلکہ جانور اور حیوان بھی اس سے فیضیاب ہوئے۔

اسلام ظلم و ستم سے بھری ہوئی دھرتی پر ابر کرم بن کر برسا۔ ظلم و ستم کے کانٹوں میں عدل و انصاف کے پھول کھلے، بدی اور بے حیائی کے اخلاق سوز شراروں میں نیکی اور شرافت کی کرنیں ابھریں، کفر و شرک کی جگہ ایمان و توحید کا نور پھونا اور شر و فساد کے طوفان بدتمیزی میں امن

چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ ۖ ذُوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ ۚ مَكَانَمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾

”جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا۔“

اس آیت میں مقصود قاتل کی فطرت کا اظہار ہے کہ جو ظالم ایک انسان کو ناحق قتل کرتا ہے اس سے کسی خیر اور بھلائی کی کوئی توقع نہیں، اس کا دل انسانیت کے احترام سے خالی ہے، اس کی اس جسارت نے کچھ بعید نہیں کہ ہو سکے تو وہ سارے انسانوں کو تہ تیغ کر کے رکھ دے۔ اس کے برعکس فرمایا: ”جو شخص فوج و احد کو جان

اور نیکو کار کے قتل کی وعید کیا ہوگی؟؟“

بلکہ اسلام کے علاوہ آج دنیا میں جتنے نظام حیات پائے جاتے ہیں ان سب میں انسانی جان کا احترام انسان کے عالم وجود میں آنے کے بعد ہے۔ مگر اسلام میں انسانی جان کا احترام اس وقت سے ہے جب وہ شکم مادر میں ہوتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اس کے جد خاکی کے احترام کی تاکید کرتا ہے۔ جس سے یہ بات نصف النہار کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام جس قدر انسان اور انسانیت کا محافظ ہے دنیا کا کوئی اور مذہب اور قانون اس کا محافظ و نگہبان نہیں۔

مگر افسوس! کہ آج مغرب اپنے میڈیا کے بل بوتے پر بڑے شد و مد اور پوری ڈھٹائی سے یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ اسلام انتہا پسندی، دہشت گردی اور قتل و قاتل کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہادی برحق حضرت محمد ﷺ نے تو فرمایا ہے:

[لَا تَتَمَتُّوْا لِقَاءِ الْعَدُوِّ وَسَلُّوْا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ]

”دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت یعنی بچاؤ کا سوال کرو۔“

بتلائیے! جس دین نے دشمن کا آمنا سامنا کرنے کی خواہش تک کو روک دیا

ہو، اس کے بارے میں یہ کتنا جھوٹا پروپیگنڈہ ہے کہ اسلام قتل گری کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نے بلاریب جہاد کا حکم دیا ہے اور اس حکم کے بارے میں عذر و معذرت کی ہم کوئی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اسلام غیر مبہم انداز میں کہتا ہے کہ ہر ظالم، جابر اور سفاک کے خلاف اقدام کرنا انسانی فریضہ ہے۔ اس کے بغیر امن و سلامتی قائم نہیں رہ سکتی۔ بتلائیے جہاں مظلوموں کی جان بخشی کے لیے گفت و شنید اور اخلاقی دباؤ کی چارہ گری ناکام ہو جائے۔ عورتیں، بچے اور بوڑھے مسلسل ظلم و بربریت کا شکار ہوں ان کی مدد کرنا اور انہیں بچہ استبداد سے چھڑانے کے لیے عملی جدوجہد کرنا دہشت گردی ہے تو ایسے الزام کو قبول کرنے میں ہمیں کوئی حجاب مانع نہیں۔ اسلام بلا سبب کسی مسلمان کو مذہب کے نام پر خون بہانے اور قتل و قاتل کا قطعاً حکم نہیں دیتا۔ جہاد سے اسلام کا مقصد غیر مسلم کو قتل کرنا یا صفیر ہستی سے انہیں نیست و نابود کر دینا نہیں۔ وہ اپنی کشور کشائی کے لیے قطعاً

تَلْعَنَهُ حَتَّى يَدْعَهُ] (مسلم)

”جو کوئی اپنے بھائی کی طرف تھھیرا سے اشارہ کرتا ہے، اس پر اللہ کے فرشتے لعنت کرتے ہیں تا آنکہ وہ اس سے باز آجائے۔“

اسی طرح جذبہ قتل اور ارادہ قتل کے بارے میں اسلام کے احساسات کس قدر نازک ہیں، اس کا اندازہ لگائیے کہ ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان تلوار لے کر باہم مقابلے کے لیے نکلیں اور ان میں سے ایک مارا جائے تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔“ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: ”قاتل تو اپنے جرم کی سزا میں جہنم میں جائے گا مگر مقتول کیونکر جہنم میں جائے گا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا:

[لَئِنَّ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ]

”وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا خواہش مند تھا۔“

یعنی ارادہ دونوں کا ایک دوسرے کو قتل کرنے کا تھا۔ اس لیے دونوں جہنم میں جائیں گے، اگرچہ ایک کے

مگر افسوس! کہ آج مغرب اپنے میڈیا کے بل بوتے پر بڑے شد و مد اور پوری ڈھٹائی سے یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ اسلام انتہا پسندی، دہشت گردی اور قتل و قاتل کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

حملے اور ضرب کاری سے وہ مارا گیا اور دوسرا بچ نکلا۔

غور فرمائیے کہ جو اسلام کسی انسان کو قتل کرنا تو کجا اسے ارادہ قتل سے بھی منع کرتا ہے، کسی کو ڈرانے دھمکانے کی اجازت نہیں دیتا، وہ قتل گری اور دنگا فساد کی اجازت کیونکر دے سکتا ہے؟ اسلام نے تو ناحق جانوروں کو قتل کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اسی بنا پر علامہ ابن العربی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں:

لَثَبَتِ النَّهْيُ عَنْ قَتْلِ الْبَهِيْمَةِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَالْوَعِيدُ فِي ذَالِكِ فَكَيْفَ بِقَتْلِ الْإِنْسَانِ فَكَيْفَ بِالْمُسْلِمِ، فَكَيْفَ بِالتَّقْيِ الصَّالِحِ

(فتح الباری: ۱۲/۱۸۹)

”جب جانوروں کو ناحق مارنے کی ممانعت اور اس سلسلے میں وعید ثابت ہے تو پھر سوچیے کہ انسان کے ناحق قتل کرنے کی کتنی مذمت ہوگی اور اس سے بڑھ کر ایک مسلمان کو قتل کرنے اور اس سے بڑھ کر متقی

بچائے اُس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔“ یہ شخص انسانیت کا حامی ہے اور اس کے دل میں رحم و کرم کی ایسی صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کی بقا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جب بلوائیوں نے بدتمیزی اور بیہودگی کا مظاہرہ کیا اور ان کو شہید کر دینے کے درپے ہوئے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلے کی اجازت چاہی تب انہوں نے فرمایا:

لَيْتَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَيْسَرُكَ أَنْ تَقْتُلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَيَأْتِيَ مَعَهُمْ؟

”اے ابو ہریرہ! کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمام لوگوں کو بشمول میرے قتل کر دو۔“

تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”بالکل نہیں۔“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِفَاتَكَ إِنْ قَتَلْتَ رَجُلًا وَاجِدًا فَكَأَنَّكَ قَتَلْتَ النَّاسَ جَمِيعًا]

”واپس پلٹ جاؤ! اگر تم ایک شخص کو قتل کرو گے تو گویا تم نے سب انسانوں کو قتل کیا۔“ کسی کو قتل کرنا تو کجا ہر قاتل میں معمولی سی معاونت بھی حرام ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِيَ اللَّهَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ آئِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ]

”جو شخص کسی مسلمان کو قتل میں مدد کرے خواہ آدھے کلمے ہی سے کیوں نہ ہو تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔“

بلکہ اس سے بھی آگے دیکھیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا]

(ابوداؤد)

”کسی مسلمان کے لیے اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ

مسلمان بھائی کو ڈرائے اور اسے خوف زدہ کرے۔“

صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَبِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے اذان کہنا چھوڑ دی تھی۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ اب میں [اشہد ان محمد رسول اللہ] کہتے وقت کس کے چہرے کی طرف دیکھوں گا؟

اس کے بعد صرف دو موقعوں پر اذان دی۔ پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے اس وقت اذان کہی جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں سرحدوں پر تشریف لے گئے اور جہاد میں مشغول ہو گئے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جابہ تشریف لے گئے تو ان کی خواہش پر انہوں نے اذان کہی۔ جب صحابہ کرام نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی آواز سنی تو بے اختیار رونے لگے۔ دوسرا موقع وہ تھا جب وہ مدینہ تشریف لائے اور سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نے ان سے اذان کے لیے کہا۔ جب انہوں نے اذان دی تو مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ یہ دونوں مواقع بڑے رقت انگیز تھے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعض نے ۱۷ ہجری اور بعض نے ۲۱ ہجری بیان کی ہے۔ ان کی قبر دمشق کے قبرستان میں ہے۔ راقم الحروف کو چند سال قبل دمشق میں ان کی قبر پر جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ میں دیر تک ان کی قبر پر کھڑا ان کو خراج تحسین پیش کرتا اور ان کی بلندی درجات کی دعائیں کرتا رہا۔



خطبہ جمعہ المبارک

مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چک ۱۱۲ علی آباد تحصیل سانگلہ بل ضلع ننکانہ میں 20 نومبر کا خطبہ جمعہ مولانا قاری شفیق الرحمن نے پڑھا۔ آپ نے خطبہ میں وعظ و نصیحت کے ساتھ عالم اسلام میں منتبہ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔ آپ نے مسلمانوں کی یکجہتی اور مظلوم و متہم ہر مسلمانوں کے لیے دعا کی۔

منجانب: چوہدری عبدالغفور عبدالمنان والہ چک ہذا

رابطہ نمبر

عبدالرشید (اللہ والے) ناظم تبلیغ ضلع قصور کا نیا
رابطہ نمبر احباب نوٹ فرمائیں: 0305-4401839

گوارہ نہ کرتے۔ عیسائی ہونے کے باوجود مسلمانوں کا ساتھ دیتے۔ ان کے حق میں دعائیں کرتے:

[رَدُّكُمْ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْنَا وَنَصْرُكُمْ عَلَيْهِمْ]

”اللہ تعالیٰ تم کو پھر ہمارے شہروں میں واپس لائے اور تمہاری تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے۔“

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہم نے جب ہوش سنبھالا تو سنبھالا تم کو
تم نے جب ہوش سنبھالا تو سنبھالنے نہ دیا
آج امریکہ اور اس کا گمشدہ اسرائیل دونوں کے عزائم ڈھکے چھپے نہیں۔ وہ علی الاعلان مسلمانوں کو جنگ کی بھیجی میں جھوٹے کا اظہار کرتے ہیں۔ ہنود و یہود کا اتفاق فطری بھی ہے اور ہم مقصد بھی۔ دونوں مل کر پاکستان کو سبق سکھانے کی کھلے عام دھمکی دیتے ہیں، مگر دہشت گرد پھر بھی مسلمان ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس صورت حال میں ہمیں چاہیے کہ اسلام کے نظام امن و سلامتی کو پوری قوت سے پھونکیں اور دنیا کو بتلا دیں کہ امن و سلامتی کا ایک ہی راستہ ہے جو اسلام نے بتلایا ہے۔ دہشت گردی فرد کی ہو، جماعت کی ہو، قوم کی ہو یا ملکی سطح کی وہ بہر نوع دہشت گردی ہے اور اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔



سیدنا بلال بن رباحؓ

بقیہ

والا ہے اور پھر لوگوں نے دیکھا ایک جھٹی، آزاد کردہ غلام سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کو یہ عظیم الشان اعزاز مل رہا ہے کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر کھڑے ہیں اور اپنی بلند مرتبہ آواز میں کہہ رہے ہیں:

[اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشہد ان لا الہ الا اللہ،

اشہد ان محمداً رسول اللہ]

مکہ کی ہواؤں اور فضاؤں میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی آواز گونج رہی ہے۔ توحید کی صدا اکیلے رب کی وحدانیت کی للکار۔ اُحد اُحد کی وہ آواز جسے دبانے اور ختم کرنے کی نہ جانے کتنی زبردست سفاکانہ کوشش کی گئی تھی، آج وہی آواز مکہ میں گونج رہی ہے۔ یہ اعزاز اور امتیاز سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہو رہا ہے۔ کافروں کے بڑے بڑے سردار جل جہنم کر رہ گئے، مگر یہ بلند مرتبہ جسے ملنا تھا مل گیا۔

اجازت نہیں دیتا کہ جب چاہو اور جہاں چاہو اس کو ”تورا بورا“ بنا دو، بلکہ جہاد سے اسلام کا مقصد امن و سلامتی اور عدل و انصاف کا قیام ہے۔ جہاد کا معنی اگر قوت و طاقت سے کسی کو مسلمان بنانا ہوتا یا غیر مسلموں کو صفحہ ہستی سے مٹانا ہوتا تو اسلام ذمی اور معاہدہ کے حقوق کا ذکر ہی نہ کرتا اور تو اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کی قطعاً اجازت نہ دیتا۔

ایک معمولی عقل و فکر رکھنے والا انسان بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اسلام جب اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کی اجازت دیتا ہے تو وہ گویا انہیں اپنے گھر اور اپنے معاشرے میں ایک قابل احترام بیوی کا مقام دیتا ہے۔ اب انہی اہل کتاب کے بارے میں بھلا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ جہاں کہیں ہوں انہیں قتل کر دو، تہس نہس کر دو اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دو.....!؟

غور کیجیے کہ دہشت گردی کیا ہے؟ یہی نا کہ انسانوں کو بلا سبب مار کر افراتفری اور دہشت پھیلانا اور کاروبار زندگی مفلوج و معطل کر دینا دہشت گردی ہے۔ اس تعریف پر اگر آج کوئی پورا اترتا ہے تو وہ امریکہ اور اس کے حواری ہنود و یہود ہیں، جو خود ہی مدعی خود ہی منصف اور خود ہی حاکم کا کردار ادا کر کے عالم اسلام کے بالخصوص اور پوری دنیا کے امن و امان کو بالعموم برباد کر رہے ہیں۔ جنگ عظیم کے بعد سے اب تک امریکہ بیس سے زائد ملکوں میں فوجی مداخلت کر کے لاکھوں معصوم

شہریوں کا خون بہا چکا ہے۔ اپنے مفاد کے لیے جہاں چاہتا ہے ظلم و تشدد کا مظاہرہ کرتا ہے اور انہیں پتھر کے مانہ میں دھکیل دینے کی دھمکیاں دیتا ہے۔ وہ ملک ویت نام ہو، کوریا ہو، یونینیا ہو، لبنان ہو، سوڈان ہو، انڈونیشیا ہو، افغانستان ہو، عراق ہو، سعودیہ ہو یا کہ پاکستان۔

ہائے نفوس! آج مسلمان مظلوم و متہم ہرے وہ اپنی زندگی اور بقا کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا ہے تو امریکہ اور یورپ کو وہ دہشت گرد نظر آتا ہے۔ کبھی اس نے تاریخ کے اوراق کو بھی پلٹ کر دیکھا ہے کہ جب مسلمان قوت اور اقتدار میں تھے ان کی وحدت قائم تھی اور اپنے مستقبل کے فیصلے خود کرتے تھے۔ تب مسلمانوں کے حسن سلوک ان کے عدل و انصاف اور ان کے امن و امان سے متاثر ہو کر غیر مسلم اپنے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں کے ساتھ رہنا

سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

رضی اللہ عنہ

بن رباح

سیدنا بلال

جناب مولانا عبدالملک مجاہد

تحریر

عام تھا۔ بعض صحابہ کی زبان سے وہ ایسے کلمات کہلائے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ یہی حربہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر بھی آزمایا جا رہا تھا۔ ان سے بھی یہی مطالبہ تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات کہو۔ مگر انہوں نے ہر ظلم و ستم برداشت کیا لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی شان کے خلاف کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالا۔

یہ ظلم و ستم روزانہ ہوتا تھا۔ جیسے جیسے ظلم بڑھتا گیا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ایمان اور پختہ ہوتا چلا گیا۔ ایک دن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بے رحمی سے مارا جا رہا ہے۔ وہ ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ مگر زبان سے اُحد اُحد ہی کے ایمان پرور بول بلند کر رہے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ بلال رضی اللہ عنہ کا قصور کیا ہے؟ صرف یہ کہ وہ لا الہ الا اللہ کے داعی ہیں۔ انہوں نے امیہ سے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے بدلے میں اپنا غلام دے دیا اور بعض نے لکھا ہے کہ انہیں ایک اوقیہ (۴۰ درہم) کے بدلے میں خرید لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پانچ اوقیہ (دوسو درہم) یعنی ۳۵ گرام چاندی یا سات اوقیہ (دوسو اسی درہم) یعنی ایک کلو سے زیادہ چاندی کے بدلے میں ان کو خریدا۔ امیہ کو بڑا تعجب ہو رہا تھا کہ ابوبکر کو اس کالے کلوٹے جشی غلام میں ایسی کیا خوبی نظر آتی ہے جو وہ اسے اتنے مہنگے داموں خرید رہے ہیں۔ جب بیچ مکمل ہو گئی تو امیہ نے طنز بھرے لہجے میں کہا: جاؤ ابوبکر! اگر تم ایک اوقیہ میں بھی خریدنا چاہتے تو ہم اسے بیچ ڈالتے۔

قارئین کرام! اب ذرا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔ انہوں نے کہا: امیہ! تم ایک اوقیہ کی بات کرتے ہو اگر تم بلال کی قیمت سو اوقیہ بھی لگاتے تب بھی میں انہیں خرید لیتا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو خریدنے کے بعد اللہ کی رضا کے لیے آزاد کر دیا، پھر اس آزاد کردہ غلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت اور شان دی کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَاعْتَقَ سَيِّدَنَا، يَعْنِي بِلَالًا]

”ہمارے سردار سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے سردار

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا ہے“

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ ہجرت کرتے ہیں۔

کوئی اوقات مقرر نہ تھے۔ مالک جب چاہتا اپنے غلام کو آواز دے کر بلا لیتا اور اسے حکم صادر کرتا، انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر جلد ہی پھیل گئی، ان کے آقا امیہ کو پتہ چلا تو سخت ناراض ہوا۔ اس کے لیے یہ کوئی معمولی خبر نہ تھی کہ اس کا جشی غلام اسلام قبول کر لے اور محمد ﷺ کی اتباع کرنے لگے۔ پھر ان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی گئی۔ امیہ ان کی گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کو دے دیتا تھا اور وہ انہیں مکہ کے پہاڑوں میں گھماتے پھرتے۔ یہ وحشیانہ عمل اس تسلسل سے کیا جاتا تھا کہ ان کی گردن پر رسی کا نشان پڑ جاتا تھا۔ خود امیہ بھی انہیں باندھ کر ڈنڈے مارتا تھا۔ چلچلائی دھوپ میں جبراً بٹھائے رکھتا تھا۔ کھانا پانی بھی نہ دیتا تھا۔ بھوکا پیاسا رکھتا تھا۔ مکہ کی گرمی تو ویسے ہی بڑی شدید ہوتی ہے اور یہ ظالم

روئے زمین پر کون سا ایسا مسلمان ہوگا جس نے سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کا نام نہ سنا ہو۔ اسلام سے ذرا سی بھی واقفیت رکھنے والے شخص سے اگر سوال کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کا مؤذن کون تھا تو وہ آپ کو جھٹ سے جواب دے گا: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ۔

یوں تو دنیا میں بے شمار غلام پیدا ہوئے۔ جشی النسل غلاموں کی ایک بڑی تعداد عرب معاشرے میں موجود تھی۔ مگر جو شہرت اور عزت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی وہ کم ہی غلاموں کو ملی ہوگی۔ قریش کے مختلف قبائل مکہ میں آباد تھے۔ ان میں ایک نمایاں نام بنی حجاز کا تھا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی والدہ حمائمہ اسی خاندان کی لونڈی تھیں۔ ان کی شادی رباح سے ہوئی جو جشی النسل تھے۔ ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا نام بلال رکھا گیا۔ ان

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”میں نے بلال بن رباح کی جوتوں کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی۔“ (بخاری: ۱۱۴۹)

اس کے آقا کا نام امیہ بن خلف تھا۔ اس کا تعلق بنی حجاز سے تھا۔ بلال زمانہ جاہلیت میں ایک غلام تھے اور اس دور میں غلاموں کے ساتھ جو سلوک ہوتا تھا اس کی تفصیل محتاج وضاحت نہیں۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو عین اس وقت جب گرمی اپنے جوبن پر ہوتی اور زمین تپ جاتی، دیکھتے ہوئے فرش پر لٹا دیتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا تھا۔ پھر وہ کہتا: بلال! تم اسی حالت میں تڑپتے رہو گے۔ یہاں تک کہ تم مر جاؤ۔ اگر اس عذاب سے نجات پانا چاہتے ہو تو محمد ﷺ کے ساتھ کفر کرو اور اسلام سے دستبردار ہو جاؤ۔ مگر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی عزیمت کے کیا کہنے! وہ امیہ کی بات کو مسترد کر دیتے تھے اور زور زور سے اُحد اُحد کی صدا لگاتے تھے۔ یہ مقدس بول سن کر امیہ اور زیادہ طیش میں آ جاتا تھا۔ وہ ان پر اور زیادہ ظلم کرتا، ان کی بری طرح پٹائی کرتا اور کہتا کہ محمد ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہو اور ہمارے بتوں کی تعریف کرو۔ کفار کا یہ وطیرہ غریب اور کمزور مسلمانوں کے ساتھ

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا قد لمبا، رنگ سیاہ، چہرہ پتلا اور سر پر گھنے بال تھے۔ یہ ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ بالغوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ ممکن ہے ان سے پہلے بھی کچھ شخصیات نے اسلام قبول کیا ہو مگر یہ طے شدہ بات ہے کہ یہ سابقین میں سے تھے۔ بلال اپنے آقا کے اونٹوں کی دیکھ بھال کرتے اور اس کے عوض بہت معمولی معاوضہ صبح شام کے کھانے کی صورت میں وصول کرتے تھے۔ اس دور کے غلاموں کو یہی کچھ ملتا تھا کہ دن بھر کی جدوجہد کے بعد معمولی قسم کا کھانا دے دیا جاتا تھا اور تن ڈھانپنے کے لیے کپڑے ڈیوٹی کے

صفوں میں تباہی مچادی۔ ذرا آگے بڑھے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے امیہ کو دیکھ لیا۔ انہوں نے زور سے کہا: اہو! یہ تو کفار کا سرغنہ امیہ بن خلف ہے۔

[لَا تَجُوتُ اِنْ نَجَا اُمَیَّہ]

”اب میں بچوں گا یا یہ بچے گا۔“

میں نے کہا: بلال! یہ میرا قیدی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: ”اب یہ بچے گا یا میں بچوں گا۔“ ساتھ ہی انہوں نے نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا: اے اللہ کے انصار! یہ رہا کافروں کا سرغنہ امیہ بن خلف۔ اب یا تو میں رہوں گا یا یہ رہے گا۔ انصار نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو بھاگتے ہوئے آئے اور ہمیں گھیرے میں لے لیا۔ میں امیہ اور اس کے بیٹے کا بچاؤ کر رہا تھا۔ اسی دوران ایک انصاری نے امیہ کے بیٹے کے پاؤں پر تلوار ماری وہ نیچے گر پڑا۔ ادھر امیہ نے اتنے زور سے چیخ ماری کہ میں نے ویسی چیخ کبھی نہیں سنی۔ میں نے اس سے کہا: نکل بھاگو مگر یاد رکھو! آج بھاگنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ میں اب تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔ اس دوران لوگوں نے باپ بیٹے کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اس طرح سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم ڈھانے والا اپنے اذیت ناک انجام کو پہنچا۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ بلال پر رحم فرمائے میری زہریں بھی گئیں اور قیدی بھی میرے ہاتھ سے جاتے رہے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مدینہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی سرپرستی میں زندگی بسر کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک نہایت اعلیٰ شرف اور عظیم رتبہ عطا فرمایا۔ مکہ آٹھویں ہجری میں فتح ہوا۔ وہ مکہ جہاں سے مسلمان بڑی بے سروسامانی کی حالت میں نکلے تھے۔ جہاں بلال کو مارا جاتا تھا۔ گرم ریت پر لٹایا جاتا تھا اور ان کے لبوں سے ”أحد أحد“ کی صدا فضا میں گونجا کرتی تھی اور آج دس ہزار کا لشکر جبرامکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہو رہا ہے۔ بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا جا رہا ہے۔ بت اوندھے منہ پڑے ہوئے ہیں۔ مشرکین مکہ بڑی حسرت سے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھ رہے ہیں پھر ان سب کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ آج پہلی مرتبہ بیت اللہ سے توحید کا اعلان ہونے

کے رسول ﷺ نے عورتوں کو صدقہ و خیرات کرنے کی تلقین کی تو عورتوں نے اپنا زیور اتار اتار کر پیش کرنا شروع کر دیا۔ اس موقع پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنی چادر پھیلا دی اور عورتوں نے اس چادر پر اپنے زیورات ڈال دیے۔

اللہ کے رسول ﷺ جتنے بھی غزوات میں تشریف لے گئے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ اسلام کی سب سے پہلی اور اہم لڑائی بدر کے مقام پر ہوئی۔ یہاں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ڈھائے جانے والے مظالم کا حساب چکانے کا موقع مل گیا۔ یہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ امیہ بن خلف آپ کا آقا تھا اور اس نے آپ پر بے حد ظلم کیے تھے۔ امیہ بن خلف زمانہ جاہلیت میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ جب بدر میں کافروں کو شکست فاش ہوئی تو قریش میں بھگدڑ مچ گئی۔ مسلمانوں نے مال غنیمت پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ دشمن سے کچھ زہریں چھین کر لے جا رہے تھے۔ دوسری طرف امیہ اپنے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑے کھڑا تھا۔ اس نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیا اور زور سے چلا کر کہا: عبدالرحمن! کیا تمہیں میری

یہاں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت ملتی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ذاتی خادم مقرر ہوئے۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے چھوٹے موٹے کام اور امور مہمان داری سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہی سرانجام دیا کرتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے عہد بردار اور خازن بھی تھے۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہو گئی اور اذان کہنے کا مرحلہ پیش آیا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہی کو یہ سعادت میسر آئی کہ وہ مؤذن مقرر ہوئے۔ اس طرح وہ اسلام کے پہلے مؤذن تھے۔ وہ دن میں پانچ وقت اپنی بلند اور دلکش آواز میں اذان دیا کرتے تھے۔ اس وقت دو مؤذن تھے ایک سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور دوسرے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ۔ پھر ان کا نام ہی بلال مؤذن ہو گیا۔

اللہ کے رسول ﷺ جب معراج کی رات آسمانوں پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے جنت میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آہٹ سماعت فرمائی۔ دوسری صبح سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: ”بلال! کون سا عمل سرانجام دیتے ہو؟ میں نے جنت میں تمہارے قدموں کی آہٹ سنی ہے۔“ عرض کیا:

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَلَمْ تَنْظُرْ طَهْرًا، فِی سَاعَةِ لَیْلِ اَوْ نَهَارٍ، اِلَّا صَلَّیْتُ بِذَٰلِكَ الطَّهْرِ مَا کُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ، مَا اَدَّیْتُ فَلَ اِلَّا صَلَّیْتُ رُکْعَتَیْنِ، وَمَا اَصَابَنِیْ حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأِیْتُ اَنْ لِّیْ عَلَی رُکْعَتَیْنِ۔

”میں نے رات اور دن کے وقت جب بھی وضو کیا ہے تو اس وضو کے ساتھ دو رکعت نفل ضرور پڑھے ہیں۔ اسی طرح جب بھی اذان دی دو رکعت نماز پڑھی ہے اور جب بھی میرا وضو ٹوٹا ہے میں فوراً اپنے وضو کی تجدید کرتا ہوں اور دو رکعت نماز (تحیۃ الوضوء) ضرور پڑھتا ہوں۔“

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر عورتوں کی طرف تشریف لے گئے۔ ان کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ اس موقع پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ کا سہارا لے رکھا تھا۔ اس موقع پر جب اللہ

اللہ کے رسول ﷺ جتنے بھی غزوات میں تشریف لے گئے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ اسلام کی سب سے پہلی اور اہم لڑائی بدر کے مقام پر ہوئی۔ یہاں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ڈھائے جانے والے مظالم کا حساب چکانے کا موقع مل گیا۔

ضرورت ہے؟ میں تمہاری ان زہریں سے کہیں بہتر ہوں۔ آج جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا تمہیں دودھ کی حاجت نہیں؟ وہ ان سے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا: آؤ! مجھے اور میرے بیٹے کو گرفتار کر لو۔ اپنی پناہ میں لے لو۔ میں فدیے میں دو بڑی اونٹنیاں دوں گا۔ یہ سن کر سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے زہریں پھینک دیں اور باپ بیٹے دونوں کو گرفتار کر کے آگے بڑھے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں امیہ اور اس کے بیٹے کے درمیان چل رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ آپ لوگوں میں سے وہ کون سا آدمی تھا جس نے اپنے سینے پر شتر مرغ کا پر لگایا ہوا تھا؟ میں نے جواب دیا: وہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے۔ امیہ کہنے لگا کہ اس شخص نے ہماری

کی ضمانت دی ہے۔

تیسری خصوصیت: یہ ہے کہ یہ تہذیب کوئی ملکی یا قومی یا نسلی تہذیب نہیں بلکہ صحیح معنوں میں انسانی تہذیب ہے۔ یہ انسان کو بحیثیت انسان کے خطاب کرتی ہے اور اس شخص کو اپنے دائرے میں لے لیتی ہے جو توحید، رسالت، کتاب اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔ اس طرح سے اس تہذیب نے ایک ایسی قومیت بنائی ہے جس میں بلا امتیاز رنگ، نسل و زبان ہر انسان داخل ہو سکتا ہے۔

چوتھی خصوصیت: ہماری تہذیب کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے میلان و رجحان کے اعتبار سے پوری انسانیت پر حاوی ہے، جو اپنے پیغام اور مشن کے اعتبار سے آفاقی و عالم گیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری ہر تہذیب صرف ایک ہی نسل اور ایک ہی قوم کے ناموروں پر فخر کر سکتی ہے، لیکن اسلامی تہذیب ان تمام اقوام و قبائل کے سپوتوں پر فخر کر سکتی ہے جنہوں نے مشترکہ طور پر اس قصر تہذیب کی تعمیر میں مدد دی، مثلاً، ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد خلیل، سیبویہ، فراء وغیرہ۔

پانچویں خصوصیت: ہمہ گیری و آفاقیت کے ساتھ اسلامی تہذیب کی نمایاں خصوصیات کا زبردست ڈسپلن اور اس کی طاقت و گرفت ہے جس سے وہ اپنے متبعین کو شخصی و اجتماعی حیثیت سے اپنے آئین کا پابند بناتی ہے۔ اس طریقہ سے اسلامی تہذیب کو جواز بردست نفوز و اثر حاصل ہوا وہ کسی دوسری تہذیب کو نصیب نہیں ہوا۔

چھٹی خصوصیت: یہ ہے کہ یہ تہذیب علم کے سچے اصولوں پر ایمان رکھتی ہے اور پاکیزہ ترین اصول و عقائد کو اپنا مرکز قرار دیتی ہے اور اس خصوصیت میں بھی کوئی تہذیب اس کی شریک نہیں ہے۔ پھر ہماری اسلامی تہذیب وہ واحد تہذیب ہے جو دین کو ریاست سے جدا نہیں کرتی، لیکن اس کے باوجود ان دونوں کے امتزاج سے ان خرابیوں میں سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی جس سے یورپ قرون وسطیٰ میں دوچار ہوا تھا۔

تہذیبوں کی تاریخ میں اسلامی تہذیب کے یہ بعض خصائص و امتیازات ہیں جو پوری دنیا کے لئے موجب حیرت تھے۔ چنانچہ اسلامی تہذیب کی انہی خصوصیات کو دیکھ کر ”رابرٹ بریفلٹ“ نے اس کا ذکر کچھ اس طرح سے کیا ہے کہ ”جس روشنی سے تہذیب کا چراغ ایک دفع

اسلامی تہذیب

چند خصوصیات

(ترجمہ) جناب مولانا عبدالعزیز مدنی

کہتے ہیں اس کے معنی، دین، ایمان، قانون اور علم کے سائے میں زندگی بسر کرنا، اپنی محنت سے اس زندگی کو درست رکھنا، نیک حوصلوں سے اس کو رونق دینا اور صنعت و تجارت کے ذریعہ سے وہ چیز حاصل کرنا جن سے آرام پہنچتا وغیرہ ہیں۔ نیز تہذیب ثقافت کی ایک شاخ ہے جس میں تحریر کا استعمال، شہروں کا وجود، سیاسی رد و بدل اور پیشہ وارانہ تخصص شامل ہے۔ جدید دور کے محققین نے تہذیب کے اندر ہر طرح کے تکنیکی علوم کو شامل کیا ہے۔ ثقافت کی طرح ہر شخص تہذیب میں اپنا کردار ادا نہیں کرتا اور یہ اس کے لئے ضروری بھی نہیں اور ثقافت کی طرح ترقی میں تہذیب ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ایک دینی مفکر نے اسلامی تہذیب اور اس کے مبادیات پر روشنی ڈالتے ہوئے تہذیب اور ثقافت کو ہم معنی لفظ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک علوم و آداب، فنون لطیفہ، صنائع بدائع، اطوار معاشرت، انداز تمدن اور طرز سیاست تہذیب کے نتائج و مظاہر ہیں۔

اسلامی تہذیب کی چند نمایاں خصوصیات:

پہلی خصوصیت: یہ ہے کہ اسلامی تہذیب عقیدہ توحید کی اساس پر قائم ہے۔ چنانچہ یہ اولین تہذیب ہے جو الہ واحد کی طرف دعوت دیتی ہے، جس کی بادشاہی اور حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں، صرف اسی کی عبادت کی جانی چاہئے۔ چنانچہ اس عقیدے کا اسلامی تہذیب پر اتنا زبردست اثر پڑا کہ وہ تمام پہلی تہذیبوں سے ممتاز ہو گئی۔

دوسری خصوصیت: اسلامی تہذیب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اخلاقی اصولوں کو اپنے پورے نظام اور اپنی ساری سرگرمیوں میں اولین مقام عطا کیا۔ حکومت، علوم و فنون، قانون سازی، صلح و جنگ، اخلاقی اصولوں کی تطبیق کو ہمیشہ مد نظر رکھا بلکہ اسلامی تہذیب اس معاملے میں حد کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ یہ ایسی تہذیب ہے جس نے انسانیت کے لئے خالص سعادت

اسلام ایک کامل و مکمل دین اور فطری نظام حیات ہے اسلام میں جہاں عبادت کے طریقے سکھائے ہیں وہیں زندگی بسر کرنے کے کچھ تہذیب و آداب سکھائے گئے ہیں۔ دنیا کی کوئی بھی قوم بغیر تہذیب کے قائم نہیں۔ منجملہ تہذیبوں میں سے ہماری اسلامی تہذیب بھی ہے لیکن مغربی تہذیب کو اس بات پر بڑا ناز اور گھمنڈ ہے کہ وہ انسانی تاریخ کی سب سے متقدم اور ترقی یافتہ تہذیب ہے جس نے اپنی کروٹوں سے سارے جہان کو منور کیا ہے۔ مگر صاحب علم و فہم اور معمولی بصیرت والے بھی یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ یہ تہذیب کھوٹلی اور تاریک تر ہے، جس نے فی الواقع دنیا کو سٹی طور پر کچھ روشنی بہم پہنچائی ہے مگر اس نے انسانی معاشرے کے اخلاق، روحانیت اور انسانیت کی اندرونی دنیا کو مختلف امراض و مشکلات سے دوچار کر کے اسے موت سے بدتر زندگی جینے پر مجبور کر دیا ہے۔

تہذیب کا لغوی مفہوم:

تہذیب کا لغوی معنی آرائشی، پاکیزگی، شانستگی، خوش اخلاقی، اصلاح، صفائی، تمدن، فلاحیت، تربیت، ذہنی ترقی، ظہور انسانیت، اختیار آداب، اخلاق و عادات اور رکھ رکھاؤ ہے۔ اسی سے شاعر کا قول ہے کہ

یہ دشنام کس طرح آئی تمہیں
یہ تہذیب کس نے سکھائی تمہیں
انگریزی میں اس کے لئے کلچر (Culture) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کا معنی ”ہل چلانا“ یا ”دھکیں باڑی“ کرنا ہے۔

تہذیب کا اصطلاحی مفہوم:

تہذیب ایک ایسا نظام اجتماعی ہے جو انسان کو ثقافتی شمرات کے حصول میں زیادہ سے زیادہ مدد دیتا ہے۔ بعض محققین نے تہذیب کی اصطلاحی تعریف یوں کی ہے: تہذیب وہ معیار ہے جس پر زندگی پرکھی جاتی ہے اور یہ زندگی کا نصب العین ہوتا ہے۔ نیز ہم جسے تہذیب

اسلامی تہذیب میں مساوات کا جوہر:

اسلام انسان کی عظمت، انسانیت کی مساوات اور اخوت کا علم بردار ہے۔ رنگ و نسل اور زبان و قومیت کے اختلاف کو جغرافیائی اور تاریخی حالات و حوادث کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ہماری لازوال تہذیب کی انسان دوستی کا یہ ایک ایسا پہلو ہے کہ جس نے انسانوں کے درمیان حقیقی مساوات کی بنیادیں مضبوط کیں، بغیر یہ لحاظ کئے کہ کس کا رنگ کیا ہے اور کس کا نسبی تعلق کس سے ہے؟ چنانچہ قرآن مجید کا اعلان ہے کہ

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ﴾

”اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔“

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لأحمر علی أسود ولا لأسود علی أحمر الا بالتقویٰ] ”خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت ہے مگر تقویٰ کے ذریعہ۔“

سوچئے تو ذرا کہ اسلامی تہذیب کے اصول و مبادی کا یہ پہلو کس قدر روشن ہے، اولاً انسان کا مقام اس اسلامی تہذیب کے اصول و مبادی میں کس قدر بلند ہے۔ لوگ سب کے سب سیاہ فامی کو عیب تصور کرتے تھے اور کالوں کو گویا انسانوں میں شمار ہی نہ کرتے تھے، لیکن جب ہماری اسلامی تہذیب آئی تو اس نے ان سب باطل معیاروں کا قلع قمع کر دیا۔ مختصر یہ کہ ہماری اسلامی تہذیب نے سیاہ فاموں اور گورے رنگ والوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی طبقاتی فرق روا نہیں رکھا، بلکہ ہماری اسلامی تہذیب ایک ایسی حقیقی انسانی تہذیب ہے جس کی نظر میں انسانیت کی قدر و قیمت ہے۔

اسلامی تہذیب میں مذہبی رواداری:

اسلامی تہذیب میں مذہبی رواداری کے باب میں چند اصول و مبادی اس طرح بیان کئے جاتے ہیں:

① تمام سماوی دین ایک ہی سرچشمہ سے پھوٹتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و حکومت اور تہذیب و تمدن کا کوئی تصور سرے سے وہاں موجود نہ تھا اور دنیا کی بڑی بڑی تہذیبیں تباہ ہو چکی تھیں۔ اس وقت مسلمان اٹھے اور انہوں نے ایک صدی میں ہندوستان سے فرانس اور چین سے افریقہ تک کے علاقوں میں ایک نئی تہذیب قائم کر دی۔ جابجا مسجدیں بنوائیں، علم و فن کے بڑے بڑے مراکز قائم کئے اور جابجا کتب خانے اور درسگاہیں قائم کیں۔ چنانچہ ”رابرٹ بری فالٹ“ لکھتا ہے کہ ”عربوں کے یہاں اتنے نفیس سوتی اور ریشمی لباس تھے جنہوں نے نیم عربی لوگوں کو لباس کا شوقین بنا دیا۔ ڈاکٹر ڈریپر لکھتا ہے کہ: ”جب یورپ جہالت کے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا تو قرطبہ اور غرناطہ کی درسگاہوں میں حصول علم کے بڑے بڑے فانوس جگمگا رہے تھے۔ کتب اکٹھا کرنے کا جنون مسلمانوں میں عام تھا، سلاطین و امراء کیا عام مسلمان بھی کتابوں کا ذخیرہ کرنا تہذیب و ثقافت کا جز سمجھتے تھے۔“

ابن ندیم لکھتے ہیں: ”بغداد میں محمد بن حسین ابی برہہ کا کتب خانہ لا جواب تھا۔ یا قوت حموی رقم طراز ہیں کہ: ”سلطان بہاء الدولہ کے وزیر ابونصر سابور کے کتب خانے سے بہتر کوئی کتب خانہ نہ تھا۔“

چنانچہ ہمارے اسلاف نے بھی خود تصنیف کے انبار لگا دیئے تھے، ہزاروں علماء و ادباء ایسے گزرے ہیں جن کی تصانیف کی تعداد سو سے اوپر ہے، مثلاً: ابن تیمیہ نے پانچ سو، جلال الدین سیوطی نے ساڑھے پانچ سو، امام غزالی دو سو، ابن عربی اڑھائی سو کتابوں کے مصنف تھے۔ مسلمان ہی پہلے وہ لوگ تھے جنہوں نے سائنس پر کماحقہ توجہ دی، یوں تو مسلمانوں کے طبی کارناموں کی فہرست بڑی طویل ہے، مختصر یہ کہ انہوں نے روشنی، نظر، کسوف، خسوف، باد و باران، حیوانات، نباتات، خواص اشیاء وغیرہ پر لاتعداد کتب لکھیں۔ طب میں اسلام نے ہزار بار علماء پیدا کئے، فلسفہ اور دیگر علوم مابعد الطبیعیات میں مسلمانوں نے بیش قیمت اضافے کئے۔ علم تاریخ مسلمانوں ہی نے صحیح اور سائنسی بنیادوں پر مدون کیا، چنانچہ قرون وسطیٰ کی تہذیب و ثقافت میں علم کی فراوانی کا یہ حال تھا کہ لوگ تحصیل علم کو فرض اولین اور کسب معاش کو فرض دوم سمجھتے تھے۔

پھر روشن ہوا وہ یونانی اور رومی ثقافت کے ان شراروں سے نہیں ابھی جو یورپ کے کھنڈروں میں سلگ رہے تھے، یہ روشنی شمال سے نہیں آئی بلکہ اس سلطنت کے جنوبی حملہ آور یعنی عرب اپنے ساتھ لائے تھے۔

اسلامی تہذیب ابتدائی عہد میں:

تہذیب و تمدن ثقافت کی دو بڑی شاخیں ہیں۔ اسلامی تہذیب میں بھی ان شاخوں نے اتنا بھر پور کردار ادا کیا ہے کہ آج تہذیب و ثقافت کو جدا جدا مفہوم میں بیان کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ ابتدائی عہد کی اسلامی تہذیب یقیناً عرب تہذیب سے ایک حد تک جدا گانہ تھی۔ اس امر کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ ”عرب بت پرست تھے اور حضرت محمد ﷺ کی برکت نبوت سے وہ چند برس میں توحید پرست ہو گئے اور خانہ کعبہ بتوں سے پاک ہو گیا۔“ ”الاسلام علیکم“ تہذیب کا ایک اہم اور بنیادی جزو بن گیا۔ انتقام اور ظلم کی جگہ اخوت اور بھائی چارے نے لے لی۔ عورتوں اور بیٹیوں کو قتل کرنے پر مجبور محض سمجھنے کی جگہ انہیں بھی قابل قدر مقام مل گیا۔ طاقتوروں کا کوئی مقام نہ رہا، مظلوموں اور بیواؤں کی داد رسی ہونے لگی۔ جوا، قتل، شراب نوشی اور ایسی دیگر برائیوں کا قلع قمع ہو کر ایک صالح معاشرہ بننے کے آثار پیدا ہو گئے۔ پاکیزگی، صفائی اور پانچ وقت کی نماز جزو زندگی بن گئی۔ دنیا میں پہلی بار باقاعدہ نظام تعلیم اور درسگاہوں کا اجراء ہوا، اس سے پہلے مقامی اساتذہ اور ان کی درسگاہیں محدود تعداد میں ہوا کرتی تھیں۔ شرم و حیا اسلامی تہذیب و ثقافت کا اہم جزو بن گئی۔ عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا، یہاں تک کہ عدل فاروقی آج بھی دنیا میں ضرب المثل ہے۔ اطاعت امیر عام مسلمانوں کا طرہ امتیاز بن گئی، خالد بن ولید کی معزولی ایک اہم مثال ہے۔ چنانچہ ان تمام امور کی اہم مثالیں تاریخ اسلام میں بکھری ہوئی ہیں۔

اسلامی تہذیب قرون وسطیٰ میں:

قرون وسطیٰ میں سقوط بغداد (تیرہویں صدی عیسوی) میں اسلامی تہذیب و تمدن اپنے عروج پر تھا، خصوصاً سائنسی و عملی میدانوں میں دور دور تک مسلمانوں کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ دنیا و آخرت دونوں پر مسلمانوں کی نظر تھی اور وہ ان دونوں کو بہتر بنانے میں لگے۔ یہ دور تھا جب یورپ بربریت اور جہالت میں ڈوبا ہوا تھا، سیاست

قرطبہ اموی دور میں

یہ اسپین کا ایک شہر ہے، شہر کے سامنے وادی الکبیر کا پل تھا، لاتعداد مدارس تھے، تعلیم مفت دی جاتی تھی، کتب خانے بے شمار تھے، قرطبہ کی جامع مسجد آج بھی مسلمانوں کی اس تہذیب و تمدن کی نشاندہی کر رہی ہے۔ ان دونوں بڑے مراکز کے علاوہ بے شمار چھوٹے مراکز بھی ہیں جو مختلف علاقوں مصر، شام، ترکستان، ہندوستان میں وجود میں آئے۔ چنانچہ قاہرہ، دمشق، بصرہ، سمرقند، بخارا، دہلی، لکھنؤ، مالدیپ وغیرہ میں مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت آج بھی قابل ذکر ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ دنیا کے انڈر انصاف پسند اور مساوات کی تعلیم دینے والی اگر کوئی تہذیب ہے تو وہ اسلامی تہذیب ہے۔ اس لئے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی تہذیب کو خود اپنائیں اور اس کی خوبیوں اور اچھائیوں کو لوگوں کے سامنے پیش کریں، تاکہ دنیا جان لے کہ ہماری اسلامی تہذیب نہ صرف گونا گوں خصوصیات کی حامل ہے، بلکہ ساری دنیا کی امن و سلامتی کی ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مغربی تہذیب کے شکنجوں اور اس کی برائیوں سے بچائے اور اسلامی تہذیب کو اپنانے کی توفیق دے، آمین!



الاسلام ڈائری 2016ء

جماعتی جذبوں کی آئینہ دار

ایک دعوت ایک پیغام

ہر پڑھے لکھے فرد کی ضرورت

حسب سابق ڈائری زیر ترتیب ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ڈائری ماہ دسمبر میں آپ کو مل سکے تو آج ہی رابطہ کیجیے۔ اشتہارات اور ضروری فون نمبر آج ہی بھیج دیں

ایک صفحہ اشتہار نوکر / 2500/- روپے

ایک صفحہ اشتہار ایک کلر / 1500/- روپے

نصف صفحہ ایک کلر / 1000/- روپے

ڈائری کی عام قیمت / 400/- روپے

رعایت کے ساتھ / 300/- روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

شناختی کارڈ (محمد بشیر انصاری) 5-3207371-34101

رابطہ: الحمد ریٹ پبلیکیشنز 106 راوی روڈ لاہور

0321-6487892 - 042-37720257

055-4443265

انسان رحم و شفقت کا مستحق ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

[الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا اهل

الأرض یرحمکم من فی السماء]

رحم کرنے والوں پر رحم کرنا ہے، اے زمین والو! رحم کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: اتقوا فی هذه البہائم المعجمة، فارکبوا صالحة واترکوها صالحة ان حیوانات کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کا خوف کرو جو بول نہیں سکتے ان پر سواری کرو جب کہ وہ اس کے قابل ہوں اور انہیں چھوڑ دو جب کہ وہ اچھی حالت میں ہوں۔

بعض اوقات حیوانات کے ساتھ سنگ دلانہ برتاؤ کی وجہ سے ایک آدمی جہنم میں بھی داخل ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دخلت امرأة النار فی هرة ربطتها ولم تطعمها

ولم یبدعها تاكل من خشائش الارض

ایک عورت محض ایک بلی کی وجہ سے جہنم کی سزاوار ہوئی کہ اس نے اس کو باندھ رکھا تھا نہ کچھ کھانے کو دیا اور نہ آزاد چھوڑا تاکہ وہ کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔

مسلمانوں کے چند تہذیبی مراکز:

مسلمانوں کی تہذیب کا ایک اجمالی تعارف تو سابق سطور میں پیش کیا جا چکا ہے، یہاں مسلمانوں کے چند اہم شہروں کی تہذیبوں کی ایک جھلک پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

بغداد عہد عباسیہ میں:

عباسی خلفاء نے عراق کے شہر بغداد کو اپنا پایہ تخت بنایا تو دنیا بھر سے اہل علم و ہنر یہاں اکٹھے ہو گئے۔ سلطنت عباسیہ کے عہد میں شہر بغداد آبادی، خوبصورتی، علوم و فنون، تہذیب و ثقافت اور رکھ رکھاؤ کے لحاظ سے دنیا میں اول نمبر کا شہر تھا۔ امراء سلطنت کے محل سنگ مرمر کے بنے ہوئے تھے، دریائے دجلہ شہر کے درمیان سے گزرتا تھا، لوگوں کے پینے کے لئے میٹھا اور صاف پانی مہیا ہوتا تھا۔ بغداد میں بے شمار مساجد، مدارس اور جامعات تھے، طباء کو وظائف دیئے جاتے تھے، عدل و انصاف کا چرچہ دور دور تک تھا۔ علم و ادب کا دور دورہ تھا، الف لیلیٰ کی مشہور داستان یہیں لکھی گئی۔

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ﴾ (شوری: ۱۳)

دین کے ایجاب و قبول میں کوئی جبر و اکراہ (زبردستی) نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ (البقرہ)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ﴾ (الكهف: ۲۹)

تمام ادیان و مذاہب کی عبادت کا میں قابل احترام و حفاظت ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ لَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفُتَّتْ صَوَامِعُ وَيَعُورُ مَسَاجِدُ يُذَكَّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا﴾ (الحج: ۴۰)

چنانچہ امن و سلامتی کی حالت میں حسن خلق، نرمی، ضعیفوں سے رحم دلی، اقرباء اور پڑوسیوں کے ساتھ رواداری کا مظاہرہ ہر قوم کر سکتی ہے، لیکن جنگ کی حالت میں لوگوں کے ساتھ منصفانہ معاملہ کرنا، دشمنوں سے نرم سلوک کرنا، بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کے ساتھ رحم دلی کا مظاہرہ کرنا ہر قوم کے بس کی بات نہیں، ایسی حالت میں ہماری واحد اسلامی تہذیب ہے جس کے اکابر نے سخت ترین جنگی حالات میں بلند ترین عادلانہ و منصفانہ انسانیت کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ اسلامی تہذیب کے جنگی اصول و مبادی کو صرف تین لفظوں میں پیش کیا جا سکتا ہے،

انصاف، رحم اور وفا عہد۔

اسلامی تہذیب میں حسن سلوک اور رحم و شفقت کا کردار:

ہماری اسلامی تہذیب اپنے اصولوں اور طرز عمل کے لحاظ سے ایسے لطیف انسانی شعور کی پیامبر بن کر اور ایسے رحمانہ روپ میں سامنے آئی جو کسی گذشتہ تہذیب کو نصیب نہ ہوا اور نہ اسلامی تہذیب کے بعد کسی قوم کو میسر آیا، یعنی انسانوں سے رحم و شفقت کا سلوک کرنا تو درکنار حیوانات سے رحم و شفقت کا سلوک ہماری اسلامی تہذیب میں پایا جاتا ہے۔ ہماری اسلامی تہذیب نے سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ حیوانات بھی انسان کی طرح ایک مخلوق ہیں اور وہ رحم و شفقت کے مستحق ہیں جس طرح ایک

معاملہ ہوگا اس وقت تک کے لیے تمہارے دفاع کے لیے اللہ کی طرف سے ایک مددگار مقرر ہوگا۔ (مسلم)

صلہ رحمی گناہوں کی بخشش کا سبب ہے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے بڑا گناہ کیا ہے، کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”کیا تمہاری ماں بقید حیات ہیں؟“ تو اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”کیا تمہاری خالہ ہیں؟“ اس نے کہا کہ ہاں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔“ (ترمذی، حاکم)

صلہ رحمی رزق اور عمر میں اضافہ کا سبب ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ (بن ابی طالب) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی عمر میں درازی ہو، اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور مرنے کے بعد لوگوں میں برائیوں کا چرچا نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔“ (حاکم، بزار)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”جسے یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی نصیب ہو اور اس کے مرنے کے بعد اس کا اچھا تذکرہ ہو تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔“ (بخاری، مسلم)

صلہ رحمی کرنا اللہ کے پاس سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے:

قبیلہ خثعم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے میں نے کہا کہ آپ کا یہ کہنا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ کو کون سے عمل سب سے زیادہ پسند ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ پر ایمان لانا۔“ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! پھر کون سا کام؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”پھر صلہ رحمی کرنا۔“ اس شخص نے کہا کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! سارے اعمال میں کون سا عمل اللہ کو سب



کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تیرا باپ“ پھر زیادہ قریبی، پھر زیادہ قریبی۔“ (مسلم)

لیکن بیوی کے رشتے دار شوہر کے رحمی رشتہ دار نہیں ہیں۔ الایہ کہ شادی سے پہلے اگر ان کے رحمی رشتہ دار ہوں تو! البتہ (بیوی کے رشتہ دار) شوہر کے بچوں کے رحمی رشتہ دار ہوں گے۔ (فتاویٰ اسلامیہ)

صلہ رحمی کس چیز میں کی جائے؟

صلہ رحمی کے مختلف طریقے ہیں جیسا کہ ان سے ملاقات کرنا، ہدیہ دینا، ان کی خیر و عافیت معلوم کرنا، ان کے محتاجوں پر صدقہ کرنا، ان کے مالداروں کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا، ان کے بڑوں کی عزت کرنا، اسی طرح ان کی ضیافت کرنا، ان کا اچھی طرح استقبال کرنا، ان کی خوشیوں میں شریک ہونا، ان کے غموں پر غمواری کرنا، اسی طرح ان کے لیے دعا کرنا، وسیع الظرف ہونا، ان کی دعوت قبول کرنا، ان کے مریضوں کی عیادت کرنا، اسی طرح ان کو ہدایت کی طرف دعوت دینا، ان کو اچھائی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا، یہ سب کام صلہ رحمی میں شامل ہیں۔

ابن ابی حزمہ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کبھی مال کے ذریعے سے ہوتی ہے، کبھی خدمت کے ذریعے سے اور کبھی ملاقات کرنے اور سلام کرنے سے۔

صلہ رحمی کرنا واجب ہے اگر وہ تم سے قطع رحمی کریں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے کچھ قرابت دار ہیں، میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں ان سے اچھائی کا معاملہ کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی سے پیش آتے ہیں، میں ان کے ساتھ عقلمندی کا مظاہرہ کرتا ہوں اور وہ جہالت و نادانی کا۔ تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر حقیقت ایسی ہی ہے جیسا کہ تم بیان کر رہے ہو تو گویا کہ تم ان کے منہ میں گرم راکھ بھر رہے ہو اور جب تک تمہارا ان کے ساتھ اسی طرح کا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ۱)

”اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناٹے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے صلہ رحمی کرنا چاہیے۔“ (بخاری، مسلم)

سماحہ الشیخ عبدالعزیز بن باز سے کسی نے پوچھا کہ رحمی رشتہ دار اور قرابت دار کون ہیں؟ کیونکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بیوی کے قرابت دار رحمی رشتوں میں سے نہیں ہیں۔

سماحہ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ رحمی رشتہ دار وہ ہیں جو تمہاری ماں اور باپ کے نسب سے ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ (الانفال: ۷۵)

”اور رشتے ناٹے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کے حکم میں۔“

رحمی رشتوں میں سب سے قریبی رشتے ماں باپ، بچوں اور بچوں سے جو نسل کا سلسلہ چل پڑے، پھر ان میں سب سے قریبی رشتے پھر قریبی رشتے، بھائیوں اور ان کی اولاد سے، چچا اور چچیاں اور ان کی اولاد، پھر ماموں اور خالائیں اور ان کے بچے۔

نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ جب کسی سائل نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تیری ماں“ پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تیری ماں“ پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تیری ماں“ پھر

ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی سردار شیر علی خان گورچانی کی مرکز اہلحدیث جام پور میں آمد

﴿بڑے جلسہ عام سے خطاب﴾

مؤرخہ 22 نومبر بروز اتوار مرکزی جمعیت اہل حدیث جام پور کے زیر اہتمام مرکز اہل حدیث میں بڑا جلسہ عام منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا محمد یلین راہی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع راجن پور نے فرمائی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد اسماعیل ساجد ناظم تحصیل جام پور نے انجام دیئے۔ شہر و قرب وجوار سے بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ سردار شیر علی خان گورچانی ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی مہمان خصوصی تھے۔ مولانا محمد اسماعیل ساجد کے ابتدائی کلمات کے بعد مولانا محمد یلین راہی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اور قائدین حضرت علامہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کی دینی و سیاسی خدمات کو تفصیل سے بیان کیا اور جام پور کے بنیادی مسائل مثلاً سوئی گیس کی فراہمی، جام پور کو ضلع بنانے، شہر اور علاقہ کی ترقی کے لیے اہم مطالبات کی تکمیل کی طرف توجہ دلائی۔ جناب سردار شیر علی خان گورچانی نے اپنے خطاب میں مرکزی جمعیت اہل حدیث اور اس کے قائدین کی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔ جام پور کے مسائل حل کرنے کی یقین دہانی کروائی۔ انہوں نے مولانا محمد یلین راہی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث جام پور کی دینی و سیاسی کارکردگی کی پرزور الفاظ میں تعریف کی اور بڑے جلسہ عام منعقد کرنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ جناب ملک اعجاز احمد راں سابق صدر بار ایسوسی ایشن جام پور، جناب حاجی فاروق احمد گورمانی، جناب مولانا ابوبکر عبداللہ، جناب پروفیسر سرفراز احمد قریشی، جناب حاجی محمد اکرم قریشی، مولانا لیاقت صدیقی و دیگر مقررین نے بھی جلسہ سے خطاب کیا۔

نوٹ: جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی طرف سے جام پور کی ترقی کے لیے پانچ ارب روپے کی گرانٹ منظور کی گئی ہے اور ترقیاتی کام تیزی سے جاری ہیں۔ آخر میں مولانا محمد یلین راہی کی دعا پر عظیم الشان جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ محمد ابوبکر، سیکرٹری اطلاعات و نشریات مرکزی جمعیت اہل حدیث جام پور

بیوی کو صلہ رحمی سے منع کرنا:

شیخ صالح الفوزان سے سوال کیا گیا کہ کیا شوہر کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی بیوی کو صلہ رحمی کرنے سے منع کر دے خاص طور پر والدہ اور والد کے ساتھ۔

فضیلۃ الشیخ نے جواب دیا کہ صلہ رحمی کرنا واجب ہے اور شوہر کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو اس سے منع کرے۔ اس لیے کہ قطع رحمی کبیرہ گناہ ہے اور بیوی کو اس معاملہ میں شوہر کی بات نہیں ماننی چاہیے کیونکہ جب خالق کی نافرمانی ہو رہی ہو تو مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔ بلکہ بیوی کو چاہیے کہ وہ خاص اپنے مال سے صلہ رحمی کرے مراسلت کرے اور ملاقات کرے الا یہ کہ یہ ملاقات شوہر کے حق میں بگاڑ کا باعث ہو اور شوہر کو یہ خدشہ ہو کہ بیوی کے قربت دار اسے شوہر کے خلاف اکسائیں گے تو ایسی صورت میں شوہر کو اختیار ہے کہ وہ بیوی کو ان سے ملنے پر پابندی عائد کر دے، مگر اس صورت میں بھی بغیر ملے بیوی ان سے صلہ رحمی کر سکتی ہے کیونکہ اس سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم!

قطع رحمی کرنے والے کی سزا:

قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، سیدنا جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ کاٹنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ سیدنا سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یعنی رشتوں کو کاٹنے والا۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے ہمیشہ شراب پینے والا، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔“ (مسند احمد ابن حبان)

قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ ”بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات (جمعہ کی رات) کو پیش کیے جاتے ہیں مگر قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔“ (احمد)

سے زیادہ ناپسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔“ اس نے کہا کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! پھر کون سا عمل؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”قطعی رحمی کرنا۔“ (مسند ابی یعلیٰ)

صلہ رحمی کرنا جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات کا سبب ہے:

سیدنا ابوالیوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ایک سفر میں تھے اس نے آپ ﷺ کے اونٹ کی رسی یا تکیل تھام لی، پھر کہا کہ اے اللہ کے رسول! یا اس نے کہا کہ اے محمد! آپ مجھے وہ کام بتائیں کہ جن کے کرنے سے میں جنت کے قریب اور جہنم سے دور ہو جاؤں۔ تو نبی ﷺ رک گئے پھر آپ ﷺ نے صحابہ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو! اس کے ساتھ شرک مت کرو! نماز قائم کرو! زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو! پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنی کو چھوڑ دے۔“

ایک روایت میں ہے کہ تم اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو! جب وہ واپس ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”میں نے اسے جس چیز کا حکم دیا ہے اگر وہ اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔“ (بخاری)

صلہ رحمی بدلہ کے طور پر نہیں:

بعض لوگ ایسے ہیں کہ اپنے ان رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں اور ان سے قطع رحمی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ قطع رحمی کرتے ہیں حقیقت میں یہ صلہ رحمی کرنا نہیں بلکہ بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دینا ہے۔ یہ چیز رشتہ دار اور غیر رشتہ دار دونوں کے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ بدلہ دینا صرف رشتہ داروں کے ساتھ مختص نہیں۔ لیکن صلہ رحمی کرنے والا درحقیقت وہ ہے جو اپنے رشتہ داروں سے اللہ کی خاطر صلہ رحمی کرتا ہے خواہ وہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کریں یا قطع رحمی۔ اسی لیے اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جب اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔“ (بخاری و مسلم)

تدریسی خدمت سرانجام دیتے۔ آپ تعلیم کے ساتھ طلبہ کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتے اور علم کو عمل کے بغیر نامکمل سمجھتے تھے۔

حافظ عبدالحمید ازہر قدامت پسند تھے اور اس میں عار محسوس نہ کرتے۔ ظاہری وضع قطع اور لباس میں سادگی اختیار کرتے لیکن حقیقت میں تمام جدید طریقوں سے آگاہ تھے۔ آپ کا دل بڑا روشن تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فتویٰ دیتے ہوئے جہاں کتاب وسنت سے رہنمائی لیتے تھے وہاں جدید تقاضوں کو مد نظر رکھتے۔ حکیمانہ طرز عمل اختیار کرتے تھے۔ فتویٰ تحریر کرتے ہوئے بہت محتاط الفاظ استعمال کرتے۔

آپ بہت اچھے قلم کار اور لا جواب اسلوب نگارش کے مالک تھے۔ آپ کی منفرد تحریر، ادب سے مزین ہوتی۔ دلائل کی زبان سے اپنا مدعا بیان کرتے۔ عربی، اردو اور فارسی زبان میں مکمل عبور حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بہت خوبصورت ادبیانہ طرز تحریر اختیار کرتے۔ آپ کو فی البدیہہ ترجمہ پر عبور حاصل تھا۔ خاص کر خطبہ حج کے علاوہ مسجد الحرام سے نشر ہونے والے خطبات کافی الفور ترجمہ کر لیتے تھے۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل رہا کہ پاکستان ٹیلی ویژن اور ریڈیو پاکستان آپ کی خدمات مستعار لیتا اور یہ خطبے براہ راست نشر ہوتے۔ الفاظ کے چناؤ میں ایسا انداز اختیار کرتے کہ اس میں دلچسپی پیدا ہو جاتی۔

حضرت حافظ عبدالحمید ازہر صاحب پیغام ٹی وی سے بھی منسلک تھے۔ آپ نے ان گنت پروگرام ریکارڈ کرائے جنہیں ناظرین نے بے حد پسند کیا اور بار بار نشر ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ کے بہت سے علمی مضامین قومی اخبارات کے رنگین ایڈیشن میں بھی شائع ہوئے۔ علمی مضامین کے لیے آپ ہفت روزہ الاعتصام کا انتخاب کرتے تھے۔

حافظ صاحب مرحوم بہت خوش طبع تھے۔ بات تلخ بھی ہو تو اس میں مزاح کا پہلو نکال لیتے۔ ان کے پاس بیٹھ کر کبھی اکتاہٹ نہ ہوتی۔ علمی معلوماتی گفتگو کے ساتھ علمی نکات بیان کرتے تھے۔ حالات حاضرہ پر گہری نظر ہوتی اور بہت جاندار تجزیہ کرتے۔ امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال پر بہت کبیدہ خاطر ہوتے اور خون کے آنسو



اور جامع مسجد محمدی امین آباد چوک اصغر مال روڈ راولپنڈی میں بطور خطیب مقرر ہوئے۔ مدرسہ تدریس القرآن رجب بازار میں بطور نائب شیخ الحدیث خدمات سرانجام دینے لگے۔ آپ نے جامع مسجد محمدی میں 35 سال بطور خطیب فرائض سرانجام دیئے۔ مسجد کی از سر نو تعمیر اور مثالی ادارہ برائے تعلیم البنات قائم کیا۔ یہ مسجد انتہائی خوبصورت اور پر شکوہ ہے۔ آپ کا خطبہ بہت منظم اور مرتب ہوتا۔ ایک موضوع پر گفتگو کرتے اور بات ذہن نشین کر دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ دور دور سے خطبہ جمعہ سننے کے لیے تشریف لاتے۔ آپ کی گفتگو میں بلا کی تاثیر تھی۔ ایسا وعظ کرتے کہ بات دل میں اتر جاتی اور فکر کی تبدیلی کا باعث بنتی۔ کتنے لوگ ایسے ہیں جو آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے اور ان کے عقائد اور سلوک میں انقلابی تبدیلی آئی۔ آپ مختلف کانفرنسوں، جلسوں، سیمینارز میں

تمام دینی و علمی اور جماعتی حلقوں میں یہ خبر نہایت حزن و ملال کے ساتھ سنی گئی کہ ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالحمید ازہر رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ اصغر مال روڈ مسلم پارک راولپنڈی میں آپ کے رفیق خاص حافظ مسعود عالم رحمہ اللہ نے پڑھائی اور قریبی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس طرح علم و عمل کا پیکر ہمیشہ کے لیے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

حافظ عبدالحمید ازہر قیام پاکستان کے ایک سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین انڈیا سے ہجرت کر کے قصور شہر میں قیام پذیر ہو گئے اور وہیں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ شروع ہی سے بہت ذہین اور سلیم الفطرت تھے۔ جلد ہی قرآن حکیم کے حافظ بن گئے۔ اس کے بعد مختلف علماء اور مشائخ کے سامنے زانوئے تلمذ طے

آپ بہت اچھے قلم کار اور لا جواب اسلوب نگارش کے مالک تھے۔ آپ کی منفرد تحریر، ادب سے مزین ہوتی۔ دلائل کی زبان سے اپنا مدعا بیان کرتے۔ عربی، اردو اور فارسی زبان میں مکمل عبور حاصل تھا۔

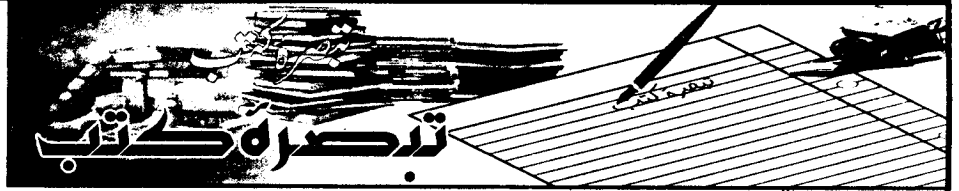
کیا۔ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں مولانا ابو البرکات اور جامعہ محمدیہ میں محدث العصر حافظ محمد گوندلوی سے ذاتی سند حاصل کی۔ علم کی جستجو اور تشنگی باقی تھی۔ لہذا جامعہ سلفیہ فیصل آباد

میں داخل ہوئے۔ یہاں شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عبداللہ بڑھیمالوی، مولانا علی محمد حنیف السلفی، مولانا حافظ بنیامین کے علاوہ فضیلیہ الشیخ امان علی جامی رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا۔ آپ کے رفقاء میں سے جناب حافظ مسعود عالم رحمہ اللہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ جامعہ کے سالانہ امتحانات میں اعلیٰ درجات حاصل کرنے کے باعث دونوں مشائخ کا مدینہ منورہ میں داخلہ ہوا۔ اس طرح جامعہ سلفیہ کی جانب سے نومبر 1973 میں پہلا قافلہ حصول علم کے لیے مدینہ منورہ پہنچا۔ کلیہ الشریعہ میں چار سالہ تعلیم مکمل کی اور میرٹ کی بنیاد پر ایم اے کے لیے داخلہ ہو گیا۔

1980 میں آپ واپس وطن تشریف لے آئے

بیان کرتے۔ پوری بات دلائل سے مزین ہوتی اور ایک ایک جملہ بامقصد اور مفہوم کو واضح کر رہا ہوتا تھا، آپ بیک وقت علمی اور عوامی انداز اختیار کرتے جس سے اہل علم اور عام لوگ مستفید ہوتے۔

حضرت حافظ صاحب کامیاب استاد اور مدرس تھے۔ اسلوب تدریس میں یکتا تھے۔ مشکل بات کو آسان پرانے میں کرنے کا گر جانتے تھے، تفہیم کا ایسا طریقہ اختیار کرتے کہ طلبہ کو سوال کرنے کی ضرورت نہ رہتی تھی۔ بڑی کتابیں پڑھاتے وقت شاگردوں کی مکمل رہنمائی کرتے۔ آپ فقہ اور اصول فقہ کے ماہر تھے۔ لہذا اس موضوع پر زیادہ کتابیں اختیار کرتے اور بڑے شوق سے



سبحانہ وتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں نے سب سے زیادہ توجہ اور زور اسی عقیدہ توحید کی ترویج اور دعوت و تبلیغ پر مرکوز رکھی۔ اس کے بعد ان کے اخلاف اور جانشینوں نے بھی اپنی تمام تر صلاحیتیں اسی عقیدہ توحید کے عام کرنے میں صرف کر دیں اور لوگوں کو اسی کاروان توحید میں شامل بھی کرنے کے لیے تگ و تاز کرتے رہے۔

زیر تبصرہ کتاب بھی اسی مبارک سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے حمید اللہ عزیز ایڈیٹر ماہنامہ مجلہ تفہیم الاسلام نے انتہائی عرق ریزی سے توحید الرحمن کے متعلق قرآنی معلومات یکجا کر کے علماء خطباء اور مقررین کے لیے ایک تحفہ گرانا یہ پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں بعض فرق باطلہ کے خود ساختہ افکار و عقائد کی تردید کے ساتھ ساتھ صحیح اسلامی عقیدہ کی دعوت بھی انتہائی خوب صورت انداز میں پیش کی ہے۔ بہر حال کتاب صوری و معنوی اعتبار سے دل کش ہے لہذا اس کتاب کو ہر لائبریری اور عالم تک پہنچانا چاہیے۔



کی درخواست ہے کہ یہ کتاب ہر محقق اور صاحب ذوق کے پاس لازماً ہونی چاہیے۔ نیز اسے لائبریری کی زینت بنانا چاہیے۔

نام کتاب: موضوعات القرآن فی توحید الرحمن

تألیف: حمید اللہ خان عزیز

صفحات: 251 قیمت:

ناشر: ادارہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

تبصرہ نگار: (مولانا) عبدالسلام زاہد

”توحید الرحمن“ تمام انبیاء علیہ السلام کی اساسی اور مشترک دعوت ہے۔ یہ دین اسلام کے ارکان خمسہ میں سے پہلا رکن ہے جسے قبول کر کے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر بجا دم آخریں اس پر قائم رہنے والے ہی فوز و فلاح کے مستحق اور کامیاب و کامران قرار پاتے ہیں۔ اس لیے ہر زمانے میں اللہ

نام کتاب: اصول التخریج

مؤلف: عزیر یونس السلفی المدنی

نظر ثانی: حافظ محمود احمد تبسم

صفحات: 272 ناشر: مکتبہ دار التوحید الاسلامیہ

تبصرہ نگار: (مولانا) عبدالسلام زاہد

وحی الہی کی بنیادی دو قسمیں ہیں: ایک متلو اور دوسری غیر متلو۔ متلو قرآن اور غیر متلو حدیث ہے اور حدیث کی کئی اقسام ہیں۔ ان اقسام کی معرفت کے لیے علمائے امت نے قرآن و حدیث سے کچھ اصول ضوابط اور قوانین اخذ کیے ہیں جن سے حدیث کی حیثیت کا علم ہوتا ہے۔ ان اصولوں کے پھیلاؤ سے بہت سارے ذیلی فنون معرض وجود میں آئے ان میں سے ایک اہم ترین فن ”اصول التخریج“ ہے۔ تخریج حدیث سے حدیث کے طرق اور ان طرق سے مروی الفاظ متن اور سند و متن کی خوبیاں اور خامیاں اور اسی طرح اسناد کی باہمی حیثیت اور تقابل باعتبار علو و نزول نیز متواتر و آحاد مزید متواتر لفظی اور معنوی یا مشہور مستفیض، عزیز، غریب اور اسی طرح رواۃ کی ثقاہت اور عدم ثقاہت وغیرہ کثیر تعداد میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اصول التخریج جس قدر اہم اور معلوماتی علم ہے اسی لحاظ سے اس کی طرف توجہ بھی ماہرین فن حدائق اور جہانزہ قسم کے ائمہ نے ہی کی ہے۔ مگر یہ تمام کا تمام ذخیرہ معلومات عربی زبان میں ہی ہے۔ اللہ بھلا کرے جناب مولانا قاری عزیر یونس السلفی کا کہ انہوں نے انتہائی محنت و جانفشانی سے ایک مشکل اور نسبتاً ایک غیر معروف فن کو اردو زبان میں بلکہ انتہائی سہل اور آسان الفاظ میں تحریر کیا تا کہ قارئین کی دل چسپی بھی برقرار رہے اور انہیں عربی کتب کی طرف مراجعت کا شوق بھی پیدا ہو۔ کتاب میں بیسیوں عربی کتب کا مختصر تعارف بھی موجود ہے۔ الغرض کتاب میں تخریج کے چھ طرق اور تخریج کے ہر طریق میں کارآمد کتب میں سے بعض کا تعارف اور طریقہ استعمال نیز مبادیات اصول تخریج اور اسانید کا درسہ اور اس میں استعمال ہونے والی کتب سے متعلقہ معلومات آٹھ ابواب میں مرتب کر دی ہیں۔ کتاب کی افادیت کے پیش نظر راقم

مرکزی جمعیت تحصیل گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ماہ دسمبر میں تبلیغی پروگرام

7 دسمبر 2015ء بروز سوموار	جامع مسجد محمدی اہل حدیث کوٹ شیر اپرانا	جناب قاری ضییب الرحمن عزیز جناب مولانا عمر فاروق انجم
10 دسمبر بروز جمعرات	جامع مسجد عمر فاروق مان	جناب مولانا شہباز احمد نور پوری جناب مولانا شفیق الرحمن ربانی
11 دسمبر جمعۃ المبارک	جامع مسجد رمضان لوہیانوالہ	جناب مولانا ناصر محمود ربانی مولانا ابوسفیان مجاہد مرالیوالہ
14 دسمبر بروز سوموار	مرکزی جامع مسجد قدس اہل حدیث فیروزوالہ	جناب مولانا حکیم احسان اللہ ضیاء مولانا قاری عمر فاروق طور
18 دسمبر جمعۃ المبارک	دار القرآن والحدیث بچھر والی پل	جناب مولانا حافظ محمد عمران ربانی مولانا اقبال شہزاد
18 دسمبر جمعۃ المبارک	جامع مسجد کلیم قلعہ دیدار سنگھ	جناب مولانا منظور احمد مولانا محمد اسماعیل مجاہد
21 دسمبر بروز سوموار	جامع مسجد توحید سوئیاں	جناب مولانا عبدالقدیر سلفی مولانا احمد نواز ہزاروی
25 دسمبر جمعۃ المبارک	جامع مسجد سڑک والی لدھیوالہ وڑائچ	جناب مولانا محمد بلال تبسم مولانا رانا عبدالجبار ساجد

منیاب: شفیق الرحمن ربانی، شعبہ نشر و اشاعت تحصیل گوجرانوالہ

تاریخین مفت روزہ ”اہل حدیث“ و سچنس ہولڈرز کی خدمت میں!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!!..... گزارش ہے کہ متعدد مرتبہ بذریعہ مفت روزہ ”اہل حدیث“ آپ کو مطلع کیا گیا ہے کہ روز بروز بڑھتے ہوئے اخراجات کے پیش نظر یکم جنوری 2016ء سے سالانہ زر تعاون 600/- روپے کیا جا رہا ہے۔ آپ کی مسلکی حمیت اور جماعتی وابستگی سے توقع ہے کہ آپ حسب سابق اپنا تعاون جاری رکھیں گے۔ محکمہ ڈاک نے منی آرڈر رجسٹری اور VPL کے نرخوں میں اضافہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے آپ پر مزید مالی بوجھ بڑھ رہا ہے۔ لہذا آپ کو اس زحمت سے بچانے کے لیے اومنی UBL اکاؤنٹ نمبر کا اجراء کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے رقم منتقل کرنے کی صورت میں آپ کو کوئی اضافی خرچہ نہیں پڑے گا۔..... اکاؤنٹ نمبر نوٹ فرمائیں اور زر تعاون بھیج کر موبائل فون پر اطلاع کر دیں۔ نیز یکم جنوری 2015ء سے پہلے رقم بھیج کر موجودہ زر تعاون سے فائدہ اٹھائیں۔ والسلام! (ادارہ)

اکاؤنٹ UBL نمبر 0321-4332168

ہوتے ہیں، آنتوں میں بل پڑنے سے اسہال ہو کر جسم میں پانی کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح آنتوں کے ریشوں و عضلات کو نقصان ہوتا ہے۔ پھر قبض کی ادویہ ہمیشہ معالج کے مشورہ سے لیں۔ پھر قبض کا علاج سب کے لیے ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ ابتدا میں اور ہلکی قبض میں حجم بڑھانے والی ادویہ مثلاً آلے کی بھوی وغیرہ چھنا آنا کھائیں، غذا میں پھل سبزیاں ریشہ سمیت، ساگ پات، شامب، گھیا، توری، ٹینڈا، کدو، کرلا کھائیں اور اسپغول چھلکا دو گچہ نیم گرم دودھ میں ملا کر رات سونے سے قبل استعمال کریں۔ اگر آنتوں میں حرکت دودھ سے تیز ہو تو ”ترہیلہ“ اور ہڑ سیاہ کے مربہ کا استعمال مفید ہے۔ آنتوں کی حرکت چست رکھنے کے لیے روزانہ ریشہ ۲۶ گرام غذا میں استعمال کریں اور آٹھ دس گلاس پانی پی لیں۔ ورزش بھی قبض میں مفید ہے۔ ورزش سے اعصاب کو طاقت ملتی ہے۔ غذا کے اخراج کا عمل تیز ہوتا ہے اور آنتوں کو حرکت و تحریک ملتی ہے، رات کھانے کے کم از کم دو گھنٹہ بعد سوئیں۔ آنتوں میں خراش پیدا کرنے اور فضلے کو نرم کرنے والی ادویہ کا استعمال ہمیشہ معالج کے مشورے سے کریں۔ آنتوں کی خستگی کی صورت میں گلقد، اسپغول، روغن بادام، روغن زیتون کا استعمال مفید ہے۔ طب مشرقی میں ہڑ، سقونیا، بلبلہ کا صدیوں سے قبض کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ اب تو مغرب میں بھی ان سے ادویہ بن چکی ہیں۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی مطب ہمدرد

سکیم موڈ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 042-37803520

طب و صحت

قبض

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

قبض ان امراض میں شامل ہے جس کا شکار آج کل بیشتر افراد ہیں اسے تہذیب جدید کا تحفہ قرار دینا مناسب اور صحیح ہوگا۔ اس مرض کے شکار افراد میں عمر کی کوئی قید نہیں۔

قبض کو ام الامراض کہا جاتا ہے یعنی امراض کی ماں۔ اس سے کئی امراض جنم لیتے ہیں۔ قبض اجابت کا بروقت نہ ہونا ہے۔ اس کی متعدد اقسام ہیں جن میں وقت پر با فراغت اجابت کا نہ ہونا، سخت قسم کا براز خارج ہونا، دو تین دن تک اجابت کا نہ ہونا۔ اجابت کے وقت دقت ہونا، وغیرہ شامل ہیں۔ قبض نہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ چوبیس گھنٹے میں ایک بار اجابت بغیر دقت ہو جائے۔

جب ہم غذا کھاتے ہیں تو یہ معدہ میں جاتی ہے جہاں سے نکل کر چھوٹی آنت میں داخل ہوتی ہے تو ہاضمہ کا عمل نسبتاً تیز ہو جاتا ہے۔ چھوٹی آنت اسے مزید قابل ہاضم بناتی ہے اور غذا کا مائع حصہ بڑی آنت میں تکمیل کو پہنچاتا ہے۔ یعنی پانی جذب ہو کر باقی حصہ فضلہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو ہمارے شکم کے بائیں طرف آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے اور قولون کے ساتھ ساتھ اترنے لگتا ہے۔ یہ پورا عمل اور فضلات کا اخراج صحت کے لیے بہت ضروری ہے البتہ اس عمل کی رفتار مختلف اجزا میں مختلف ہو سکتی ہے۔ اگر ہضم کا عمل سست ہو تو اجابت خشک اور سخت ہو سکتی ہے اس کو قبض کہتے ہیں جو بعض صورتوں میں خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔ قبض کی صورت میں پیٹ میں گرانی اور طبیعت میں بے چینی ہوتی ہے، مزاج میں چڑچڑاہٹ، سستی ہوتی ہے۔ منہ سے بدبو اور بدبودار ریاح خارج ہوتے ہیں۔

گاہے سر میں درد اور اختلاج قلب (دل ڈوبنا) کی شکایت ہوتی ہے۔ بھوک کم لگتی ہے۔ بعض لوگوں میں کمر درد بھی ہوتا ہے۔ فضلات کے جمع رہنے سے گیس ریاح پیدا ہوتے ہیں اگر یہ خارج نہ ہوں تو تکلیف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر بھوک تو اسی وقت لگے گی جب پہلی غذا خارج ہوگی اور مزید غذا کے

داخلے کے لیے جگہ بن جائے گی۔

قبض ہونے کے کئی اسباب ہیں: بعض انفرادی ہوتے ہیں یعنی اجابت کو دبانا، اجابت کی خواہش ہونے پر غفلت کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ شہروں میں رہنے والے لوگ جو کہ ریشہ (فابریک) کا استعمال کم کرتے ہیں، فروٹ، بن، کباب اور شیرمال کا بکثرت استعمال کرتے ہیں، پھلوں، سبزیوں کی بجائے مرغی تلی ہوئی غذاؤں کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ نقص تعدیہ کے علاوہ بعض بری عادات بھی قبض کا سبب بنتی ہیں۔ چنانچہ جذبات بھی ہاضمہ میں ایک گونہ اہمیت کے مالک ہیں۔ غذائی اوقات میں بد نظمی سے بھی اجابت کا نظام متاثر ہوتا ہے۔ بعض اوقات ادویہ کے استعمال سے اور بکثرت تمباکو نوشی، چائے کے استعمال سے بھی قبض رہنے لگتی ہے۔ اس کے علاوہ آنتوں کی حرکت دودھ کی سستی، اخراجی قوت کی کمی، آنتوں میں رطوبت کی کمی، ثقیل غذاؤں کا زیادہ استعمال، آرام طلبی، ورزش کا فقدان اور پانی کے کم استعمال سے بھی قبض کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔

قبض کا اصل علاج یہ ہے کہ ابتدائی عمر سے ہی بچوں میں صحت مند عادات کا شعور پیدا کیا جائے یعنی وقت مقرر کر لیا جائے۔ اس حوالے سے والدین پر اہم ذمہ داری ہے۔ قبض کشا ادویہ کا اصل مقصد وقتی آرام ہوتا ہے۔ کیونکہ مریض کو جو ذہنی و جسمانی عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ ان میں وقتی آرام ضروری ہوتا ہے۔۔۔ لوگ آسان طریقہ سمجھ کر ان ادویہ کے عادی ہو جاتے ہیں۔ دوسری ادویہ کی طرح ان کے بھی مضر اثرات

پاکستان کی طرف سے بھارت سے کرکٹ کے لیے منت سماجت کا رویہ شرمناک ہے۔ پروفیسر ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار نے بنگلادیش اور بھارت کے بارے میں حالیہ بیان قومی امنگوں کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ پاکستان کی طرف سے بھارت سے کرکٹ کے لیے منت سماجت کا رویہ شرمناک ہے۔ مرکزی دفتر میں کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ شہر یار خان اور خورشید قسوری سے تضحیک آمیز سلوک کے بعد پاکستان کو احتجاجاً بھارت سے ہر قسم کے کھیل کا بائیکاٹ کر دینا چاہیے۔ کسی تیسری جگہ بھی نہیں کھیلنا چاہیے۔ وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خاں نے بزرگ بنگلہ دیشیوں کی خلاف ہونیوالی کارروائی ہمدردی کا اظہار حوصلہ افزا ہے تاہم انہیں چاہیے کہ وہ اسے قومی خارجہ پالیسی کا حصہ بنائیں۔ بنگلہ دیش میں انسانیت کے قتل پر حکومت کو خاموش نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ بنگلہ دیش کے ان عظیم لوگوں کا مقدمہ یو این او، او آئی سی اور سارک کانفرنس میں اٹھانا چاہیے۔ ہم بنگلہ دیش حکومت کے ظالمانہ اقدامات کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ بنگلہ دیش حکومت کی متعصبانہ پالیسی کیخلاف دنیا میں کہیں سے کوئی آواز بلند نہ ہونا افسوس ناک امر ہے۔ اگر پاکستان کی جانب سے بنگلہ دیش میں 45 سال قبل کے مقدمات کے ٹرائل شروع ہوتے ہی احتجاج کا سلسلہ شروع ہو جاتا اور حکومت اقوام متحدہ او آئی سی سارک تنظیم اور دوسرے عالمی و علاقائی تعاون کے اداروں سے رجوع کر لیتی تو شاید بنگلہ دیش حکومت پر عالمی دباؤ پڑنے سے وہاں اپوزیشن لیڈروں کو تختہ دار تک لے جانے کی نوبت ہی نہ آتی۔ بھارت کے ساتھ ساتھ بنگلہ دیش کی پاکستان سے دشمنی کا رویہ قابل مذمت ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے مزید کہا کہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے حسینہ واجد کی موجودگی میں کہا تھا کہ وہ مکتی باہنی کی پاکستان توڑنے کی تحریک میں عملاً حصہ لے چکے ہیں۔ انکے اس بیان کے بعد تو اس بارے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی تھی کہ مکتی باہنی کی تحریک درحقیقت بھارت کی پاکستان توڑنے کی تحریک تھی۔ اب وہ اپنے بزرگ شہریوں کو بھی 1971ء والی پاکستانیت پر موت کی سزائیں دلو کر پاکستان سے اپنی نفرت کا اظہار کر رہی ہے۔ ایسے عالم میں وزارت داخلہ کے ساتھ ساتھ وزارت خارجہ کو بھی دو ٹوک انداز میں اپنا موقف واضح کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے عزائم خطرناک ہیں، پاکستان نے بھارت کے ساتھ تعلقات کی بہتری کیلئے ہر قدم اٹھایا لیکن بھارت کا ہر قدم پاکستان کی دشمنی میں اٹھایا جاتا ہے۔

بہار کے انتخابات میں مودی کو نہیں انتہا پسندی کو شکست ہوئی مذہبی انتہا پسندی ہر معاشرے کے لیے زہر قاتل ہے

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے بہار کے انتخابات میں مودی کو نہیں انتہا پسندی کو شکست ہوئی، مذہبی انتہا پسندی دنیا کی کسی بھی معاشرے کے لیے زہر قاتل ہے۔ مذہبی انتہا پسندی کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے والے ظالم ہیں۔ ریاست مدینہ ہمارے لیے رول ماڈل ہے جہاں ہر شہری کو آئینی حقوق کے ساتھ مذہبی آزادی حاصل تھی۔ اس امر کا اظہار انہوں نے علماء کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ انصاف کی عدم فراہمی اور جینے کا حق چھیننا بھی انتہا پسندی کو جنم دیتا ہے۔ شدت پسند تنظیموں کا وجود اکثر اوقات کسی جبر کا رد عمل بھی ہوتا ہے۔ آزادی انسان کا بنیادی حق ہے، آج کشمیر اور فلسطین میں لوگوں کو آزادی میسر نہیں ہے وہ ریاستی جبر کا نشانہ بن رہے ہیں، ایسے ماحول میں رد عمل بھی پیدا ہوگا اور لوگ مذہبی انتہا پسندی کی طرف جائیں گے۔ اس لیے ہمیں تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس ضمن میں علماء اور لیڈران اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں ناکام رہے ہیں۔ پاکستان کے شہریوں کو ہر قسم کی مذہبی، مسلکی اور فرقہ وارانہ دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ فوج نے دہشتگردوں کے خلاف جس طرح بھرپور آپریشن کیا اسی طرح پاکستانی معاشرے میں روز بروز بڑھتی مذہبی اور فرقہ وارانہ انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے ریاست کو بھرپور اور سخت اقدامات کرنا ہوں گے، اس قسم کے انتہا پسند عناصر جو اپنے مذموم مقاصد کے لیے مذہب کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں، ان سے مذہب کو بازیاب کرائیں اور کھلم کھلا دست برداری کا اعلان کریں۔

خطبہ جمعہ المبارک

✽ جامع مسجد طیبہ الہدیٹ چک نمبر 47/E.B میں حافظ محمد زکریا یزدانی نے پڑھایا بعنوان (قیمتی موتی) یعنی خوف خدا سے نکلنے والے آنسو یزدانی صاحب نے کہا کہ ہر انسان کبھی نہ کبھی اپنی ان انمول آنکھوں سے آنسو گرا دیتا ہے۔ اللہ رب العزت سے ڈر کر رونے والے شخص کے آنسو یقیناً (قیمتی موتی) بن جاتے ہیں جن کی قدر اللہ رب العزت کے ہاں بہت زیادہ ہے اور اس کا بدلہ (جنت) ہے۔

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت تحصیل عارفوالہ

اہل حدیث کانفرنس

✽ مرکزی جمعیت اہل حدیث دیونہ ضلع گجرات کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد محمدی الہدیٹ دیونہ گاؤں میں 19 دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء اہل حدیث کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں مولانا طارق محمود یزدانی، مولانا سید بسطین شاہ نقوی، شیر پنجاب مولانا منظور احمد، مولانا بنیامین عابد خطابات فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

منجانب: مرکزی جمعیت اہل حدیث و AYF دیونہ

مبارک باد

✽ مرکزی جمعیت اہل حدیث گوجرہ کے رہنما میاں خالد فاروق مسلم لیگ (ن) کے کنکٹ پروار ڈنمبر 16 سٹی گوجرہ سے کونسلر بلدیہ گوجرہ منتخب ہو گئے ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے رہنماؤں ڈاکٹر حسن محمد، مولانا عبدالقادر عثمان، ملک محمد اسلم آزاد، میاں محمد افضل، محمد سرفراز حسن، الہدیٹ پتھ فورس گوجرہ کے صدر ملک محمد ارشد نے انہیں دلی مبارکباد دی ہے۔

منجانب: محمد سرفراز حسن، ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

دعائے مغفرت

✽ جامع مسجد عثمانیہ الہدیٹ عارف والہ کے خطیب قاری ناصر و قار کے ماموں جان جماعت کے بزرگ ساتھی میاں محمد اشرف و مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم جماعتی ترب اور لگن رکھنے والے صالح فطرت سلیم الطبع اور مسلک کے شیدائی تھے۔ نماز جنازہ قاری محمد حسن سلفی نے پڑھائی۔ قارئین کرام مرحوم کی مغفرت، بلندی درجات اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ رابطہ 0300-6896302

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت AYF ضلع ساہیوال

مولانا پروفیسر شہاب الدین المدنی فی ذمۃ اللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

✽ 25 نومبر بروز بدھ دینی و جماعتی حلقوں میں یہ خبر بڑے حزن و ملال کے ساتھ سنی و پڑھی جائے گی کہ حضرت مولانا پروفیسر شہاب الدین المدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی) امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد جموں و کشمیر حرکت قلب بند ہونے سے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!..... آپ حضرت مولانا محمد یونس اثریؒ کے بڑے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی امارت میں مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر میں بڑی متحرک اور فعال کردار ادا کرتی رہی تھی۔ آپ کی وفات سے جماعت ایک جید عالم دین سے محروم ہو گئی ہے۔ مرحوم کی نماز جنازہ 4 بجے یونیورسٹی گراؤنڈ مظفر آباد میں ادا کی گئی۔ جنازہ میں دینی، سیاسی و سماجی شخصیات کے علاوہ جماعتی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور بعد ازاں مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ ان کی وفات پر امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر، ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم رانا، محمد شفیق خاں، سپروڈی ایڈیشنل سیکرٹری جنرل، حافظ بابر فاروق رجیمی سیکرٹری مرکزی سیکرٹریٹ، مدیر اعلیٰ ”الہدیٹ“ بشیر انصاری نے اپنے تعزیتی بیان میں گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور جملہ لواحقین سے تعزیت کے ساتھ صبر جمیل کی دعا کی۔ دعا ہے کہ رب ذوالجلال ان کی بشری لغزشیں معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

ڈاکٹر عبداللہ عبدالحسن التری سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی کی پاکستان آمد

✽ ڈاکٹر عبداللہ التری سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی پاکستان آمد پاک سعودی تعلقات میں استحکام کا باعث ہوگی۔ ان خیالات کا اظہار حافظ مقصود احمد امیر مرکزی جمعیت الہدیٹ اسلام آباد نے ایک اجلاس میں گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ شرکاء اجلاس میں چوہدری محمد یوسف سلفی ناظم، قاری ظہیر احمد ہزاروی سینیٹر نائب ناظم، حافظ محمد الیاس چوہدری نائب امیر، ڈاکٹر محمد انور نائب امیر، مولانا عبدالرؤف نائب امیر، حافظ عبدالرشید ناظم مالیات، ایم این اے سلفی ناظم رابطہ اور چوہدری محبوب احمد ناظم اعلیٰ شامل تھے۔ انہوں نے کہا کہ عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت ڈاکٹر عبداللہ التری سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ پاکستان میں تشریف لارہی ہے۔ رابطہ عالم اسلامی دنیا بھر میں مسلم اقلیات اور انسانی حقوق کی زبردست نمائندگی کر رہا ہے۔ عالم اسلام کا یہ واحد ادارہ ہے جس کے اسٹیج پر امت مسلمہ کے اسکارز اور دیہی شخصیتیں جمع ہوتی ہیں۔ ہم ڈاکٹر التری کی آمد پر ان کا زبردست استقبال کریں گے اور دعا گو ہیں کہ ان کی پاکستان میں تشریف آوری پاک سعودی تعلقات اور امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز کے حل کے لیے مثبت اور بہت مؤثر ہوگی۔ (ایم این اے سلفی میڈیا سیل اسلام آباد 0300-5317158)

تزکیہ جات کے حصول کے لیے پالیسی سرکلر

سعودی جامعات کے تزکیہ کے حصول کے سلسلہ میں یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ ضلعی و شہری امراء و ناظمین زیادہ احتیاط سے کام نہیں لیتے اور ہر طالب تزکیہ کی فرمائش پر سفارشی خط لکھ دیتے ہیں یہ مناسب نہیں۔ کثیر تعداد میں تزکیات کا اجراء اور غیر مستحق افراد کو تزکیات جاری کرنے سے جماعتی تزکیہ کی قدر و قیمت کم ہوتی ہے اور دوسرے جماعتی نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے آئندہ تزکیہ کے لیے سفارشی خط لکھنے سے پہلے کم از کم درج ذیل امور کے بارے میں اچھی طرح تسلی کر لیں: ☆ یہ کہ طالب تزکیہ اور اس کے خاندان کی وابستگی صرف مرکزی جمعیت اہل حدیث سے ہے کسی اور تنظیم سے نہیں۔ ☆ اس کی تعلیمی اہلیت کم از کم عالیہ یابی اے/بی ایس سی ہے۔ ☆ البتہ حفظ قرآن کے ساتھ ایف اے کی سند بھی قابل قبول ہو سکتی ہے لیکن ترجیح حفظ کے ساتھ بی اے/بی ایس سی کی سند ہے۔ والسلام!

(بحکم امیر محترم) حافظ بابر فاروق رجیمی..... ناظم مرکزی سیکرٹریٹ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

اخبار الجماعۃ

تحصیل عارفوالہ کا ماہانہ اجلاس

15 نومبر 2015ء کو مرکزی جامع مسجد رحمانیہ الحمدیہ کارخانہ بازار میں مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل عارفوالہ کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت قاری محمد یحییٰ صابر امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع پاکپتن نے کی۔ اجلاس کا آغاز قاری محمد حنیف کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ سابقہ کارروائی راقم الحروف نے پیش کی۔ مولانا عبدالرزاق مشتاق نے کہا کہ سب سے پہلے ہمیں اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ مولانا ساجد الرحمن نے اپنی گفتگو میں کہا کہ ہمیں اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے اور جماعتی کاموں میں زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ اجلاس میں قاری محمد یحییٰ صابر ماسٹر علی اصغر مولانا ساجد الرحمن ایم اے مولانا عبدالرزاق مشتاق قاری محمد یونس یزدانی، محمد یونس تبسم، محمد ناصر محمود مرتضیٰ شاکر، محمد اویس قرنی، مولانا محمد یونس عاجز، مولانا محمد رفیق انصاری، محمد بلال شہزاد، محمد بلال شاذ محمد نواز ہاشمی، محمد عثمان سلفی، محمد عابد سلیم، محمد امان اللہ مجاہد و دیگر احباب نے شرکت کی۔

منجانب: حافظ محمد زکریا یزدانی، امیر تحصیل عارفوالہ

ضرورت قاری

اگر کسی جگہ امامت و شعبہ حفظ کے لیے قاری صاحب کی ضرورت ہو تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔

0308-3524341

ضرورت رشتہ

ایک لڑکا جس کی عمر 30 سال (پہلی بیوی کو طلاق دے دی) کو بیوہ یا مطلقہ کا رشتہ درکار ہے۔ برادری کی کوئی قید نہیں پہلی بیوی سے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ خواہشمند حضرات رابطہ فرمائیں۔

محمد اسماعیل حلیم: 0302-7149297

محمد یونس سیف: 0300-7231417

اچھے رشتے کیوں نہیں ملتے.....!؟

والدین کی رائے پر ہونی فچر دسمبر 2015ء علم و آگہی کے شمارے میں ملاحظہ کریں۔ آپ بھی اپنی رائے دے سکتے ہیں۔ طارق اکیڈمی/ماہنامہ علم و آگہی، سلیسی چوک فیصل آباد

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذان لا الہ الا اللہ



مدیر:
برق التوحیدی

یکے از مطبوعات جامعہ شرعیہ، ٹوبہ
ماہنامہ
التوحید
1/11
محرم الحرام 1437ھ نومبر 2015ء

بدیر آید درست آید، سانحہ منیٰ برق التوحیدی

محترمہ بشری رحمان صاحبہ کی خدمت میں ابن آمنہ

مسائل و دلائل برق التوحیدی

امام ذہبیؒ اور ان کے آثار علمیہ قسط نمبر 31 ابوالحسنین توحیدی

سالانہ زرتعاون 500/- روپے فی پرچہ 50/- روپے

شور کوٹ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ
0301-7297173
046-2510471 فون

دفتر: جامعہ شرعیہ

ذات، برادری کی مصیبت..... مسلک اور فرقے کی مجبوری بیٹی زیادہ تعلیم یافتہ ہے..... رنگ..... قد..... مالی حالات..... استخارہ ٹھیک نہیں آ رہا..... جیسی پریشانیوں سے نمٹنے کیلئے..... والدین، شادی شدہ جوڑوں اور جوان بیٹے، بیٹیوں کے خیالات، تجربات اور آپ بیتیوں پر مشتمل ایک گائیڈ بک..... ماہنامہ علم و آگہی کا خصوصی نمبر

”اچھے رشتے کیوں نہیں ملتے.....؟“

حاصل کرنے کے لیے خط لکھیں..... فون کریں۔

اپنا نام / پتہ ٹیکسٹ کریں اور فری حاصل کریں۔

طارق اکیڈمی/ماہنامہ علم و آگہی سلیسی چوک، فیصل آباد پاکستان

Email: ilmoagahi74a@yahoo.com Ph: 0092-41-8715768, 8546964

ضرورت قاری

مرکز تعلیم القرآن خالد نگر پل 18 جیڈی جبو کہ روڈ اوکاڑہ کے شعبہ حفظ القرآن کے لیے تجربہ کار اور محنتی قاری کی ضرورت ہے۔ مشاہیر حسب لیاقت ہوگا۔

رابطہ: قاری مظہر اقبال 0345-1416700

خطبہ جمعۃ المبارک

20 نومبر کا خطبہ جمعہ جامع مسجد قباء اہل حدیث 65/E.B روڈ محلہ مظفر آباد میں قاری محمد یعقوب طاہر نے پڑھایا، انہوں نے کہا کہ ہمیں معاشرہ کی اصلاح کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

منجانب: قاری محمد یونس یزدانی، مدیر جامع مسجد ہذا

اسن سیمینار

پچھلے دنوں پاکستان علماء اسن کمیٹی ضلع ساہیوال کے زیر اہتمام بلدیہ ہال ساہیوال میں اسن سیمینار منعقد ہوا جس میں تمام دینی و مذہبی جماعتوں کے قائدین نے شرکت کی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی نمائندگی کے لیے امیر ضلع حافظ محمد ظفر اللہ خان ناظم ضلع قاری اظہار احمد خان بلوچ اور ضلعی نائب امیر قاری محمد حسن سلفی نے شرکت کی۔ اس کمیٹی ضلع ساہیوال کا صدر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ضلعی ناظم قاری اظہار احمد خان کو بنایا گیا۔ امیر ضلع حافظ محمد ظفر اللہ خان نے اعلان کیا کہ اسن سیمینار کے شرکاء کی میزبانی مرکزی جمعیت اہل حدیث کرے گی۔ رپورٹ قاری محمد حسن سلفی، جنرل سیکرٹری AYF ضلع ساہیوال

تفصیلی دورہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع پاکپتن کے ناظم مولانا قاری محمد یعقوب طاہر سینئر نائب ناظم قاری سید عمر فاروق شاہ قاری محمد بلال عزیزی اور قاری غلام مصطفیٰ تنظیمی دورہ پر ساہیوال پہنچے۔ مرکزی جامع مسجد طوبی اہل حدیث 134/9-L ساہیوال میں اہل حدیث پر تھوڑے فاصلے پر ضلع ساہیوال کے جنرل سیکرٹری قاری محمد حسن سلفی نے پر تکلف عشاء دیا اور تفصیلی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ بعد ازاں وفد نے گلشن حمید میں جامع مسجد حبیب اہل حدیث اور صابر کالونی میں جامع مسجد قباء اہل حدیث کا دورہ کیا اور احباب جماعت سے ملاقات کی۔ قاری محمد شبیر انجم ناظم اطلاعات و نشریات AYF ضلع ساہیوال

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ (مالیوس ہونا گناہ ہے۔)

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

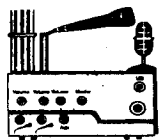
امپورٹڈ U.P.S

مستحکم دستیاب ہیں۔

0300-6430739

055-4213430

چوک نیائیں نزدیکی کالج گوجرانوالہ



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

0343-6007696

055-4212804, 4226706-0300-6430029

پروپرائیٹرز ایم اکرام مغل (ماہر مکیک)

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

سپر سٹار

0333-8294645

055-4237974

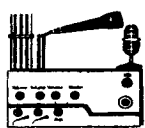
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزدیکی فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier



پروپرائیٹرز محمد عثمان

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیا ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی

ہارن، شینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت

کو ایفائیڈ مکیک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob:0321-7432246

Mob:0334-7967107

Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزدیکی کالج گوجرانوالہ

پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی حفظہ اللہ کے قلم سے

مُصِیبتوں سے کیسے مُٹیں؟

بیٹی کی شان و عظمت

اس کتاب میں

- کتاب وسنت اور سلف صالحین کی سیرت کی روشنی میں
- حسب ذیل (4) سوالات کے جواب دینے کی توفیق الہی سے کوشش کی گئی ہے۔
- مصیبتیں کیوں آتی ہیں؟
- مصیبتوں کے آنے سے پہلے کیا کریں؟
- مصیبتیں آنے کے بعد کیا کریں؟
- مصیبتوں کے ختم ہوجانے کے بعد کیا کریں؟

- اللہ تعالیٰ کا بیٹیوں کا ذکر بیٹوں سے پہلے کرنا
- بیٹی کی پیدائش پر افسردہ ہونے کا کافروں کی صفات میں سے ہونا
- نیک بیٹیوں کا ثواب اور اُمید میں بیٹوں سے بہتر ہونا
- بیٹیوں کا محسن باپ کے لیے دوزخ کے مقابلہ میں رکاوٹ بننا
- دو بیٹیوں کے سر پرست کو روز قیامت رفاقت نبوی ﷺ میسر آنا
- بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے وجہ جنت
- بیٹی کی رضامندی کے بغیر نکاح کا نہ ہونا
- نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ میں بیٹی کا مقام

اعلیٰ گولڈن جلد

رعائتی قیمت - 180/- روپے

رعائتی قیمت - 400/- روپے

عمدہ امپورٹڈ کاغذ • معیاری طباعت • خوبصورت سرورق

رعائتی قیمت - 100/- روپے

کتاب منگوانے کے لئے رابطہ نمبر

Ph: 042-37230585 , Cell: 0321-4460487
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com

مکتبہ قدوسیہ

0335-5666876
0321-5336844

دائِرۃ الہدیٰ
اسلام آباد

ملنے کے
پتے

کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رقم پہلے بھیجیں
ملاقات کرنے کیلئے فون پر پہلے وقت لے لیں

میزان بینک سیونگ اکاؤنٹ نمبر

70010101053034

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر

034575451199

شناختی کارڈ نمبر

35103-1466875-3

رابطہ نمبر

0345-7545119

0313-7545119

نظریہ مفرد اعضاء

نظریہ مفرد اعضاء واضح کرتا ہے کہ ایک وقت میں مرض ہمیشہ ایک عضو ریش کے غلیوں میں ہوتا ہے باقی اعضاء ریشہ کے خلیات میں اُسکے اثرات ہوتے ہیں۔ علاج بھی اسی بیمار عضو کا ہونا چاہیے کامیاب علاج کیلئے بیک وقت تین طریقے اپنانے ہوتے ہیں پہلا یہ کہ علاج بالہد ہیر کیا جائے یعنی جسمانی اور نفسیاتی طور پر مناسب ماحول مہیا کیا جائے دوسرا یہ کہ موافق غذا سے بیمار عضو ریش کی نشوونما کی جائے تیسرا یہ کہ موافق مفردات، مرکبات سے بیمار عضو ریش کی حالت تسکین کو حالت تحریک میں لا کر صحت بحال کی جائے چنانچہ اسی طریق پر درج ذیل 15 روزہ کورسز تیار کیے ہیں ان سے شفاء کاملہ و عاجلہ ہوگی انشاء اللہ۔

میرا طبی پس منظر یہ ہے کہ فاضل الطب والجرأت مستند درجہ اول ہوں 2 ایوارڈ اور 1 گولڈ میڈل لے چکا ہوں طبیہ کالج کا سابقہ لیچرار ہوں مختلف دوا ساز اداروں کا ناظم اعلیٰ اور مختلف اجتماعات پر بطور حکیم بے شمار بیضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ میرے تیار کردہ طبی کورسز میں کوئی نشہ آور کوئی زہریلی کوئی ایلو پیتھک دوا نہیں ہے۔

جس لیبارٹریز سے چائیں چیک کروائیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

اعضاء کا پھٹنا	چھری	شوگر	نگرین	بے اولادی	کمر درد	دہلاہن	شیاپائش
کالی کھانسی	سلسلہ بول	اولا و زینہ	بواسیر	وجہ المغابیل	صحیح و کواز	بال سفید ہونا	استسقاء
چھکی	سوکڑا	بول بتری	خونی پیشاب	تھمر الفاس	مہرے مل جانا	بال چر	کمی ہارمونز
آنتوں کے دغ	پہنل	بولنا بند ہونا	امراض مردانہ	گھٹھیا	الرجی	بال گرنا	بیمہ فلیما
سنگرہنی	موٹاپا	تھلیلہ بول	امراض زنانہ	نقرس	برص	گنہا بن	کمی حیوانات
خرد لاء اعضاء	ادجائی	پراسٹیت گلیڈیز	اٹھرا	عرق النماء	روہلیاں	کمی خون	عنات

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی نئی منڈی حبیب آباد تحصیل پتوکی ڈویژن لاہور Email: hakeemkarimbhti@hotmail.com

مساجد مدارس سکولوں اور گھروں میں قرآن مجید پڑھانے والے تمام حفظ و ناظرہ کے اساتذہ کرام کے لیے

ترہستی ورکشاپ

ترہستی عناوین

- 1 تدریس کے چند بنیادی اصول جن کا جاننا ہر استاذ کے لیے ضروری ہے۔
- 2 مکمل قاعدہ پڑھانے کا جدید اور منفرد طریقہ جس میں ہر تختی کے متعلق نئی معلومات اور نیا انداز۔
- 3 نیز مکمل قاعدہ بالا اختصار پڑھانے کا طریقہ۔
- 3 ناظرہ قرآن مجید حفاظ کی طرح روانی سے اور تھوڑے وقت میں پڑھانے کا جدید طریقہ۔
- 4 ناظرہ کے 100 سے زائد طلبہ کو صرف 40 منٹ میں سبق پڑھانے ہی نہیں بلکہ یاد کروانے کا جدید طریقہ۔
- 5 حفظ القرآن کے بچوں کو سبق یاد کروانے اور سننے کے 12 نکات۔
- 6 سبقی پارے کے متعلق بہترین اور جدید رہنمائی۔
- 7 حفاظ کی منزل سننے اور یاد کروانے کے 10 طریقے۔
- 8 استاذ پہلی بار کوئی کلاس پڑھانا شروع کرے تو کیسے کرے۔
- 9 استاذ اپنی عزت بچوں، والدین اور انتظامیہ میں کیسے برقرار رکھ سکتا ہے۔
- 10 بچوں کی تربیت کے چند اسلوب۔ تجوید کے چند قواعد اور عملی مشق۔

ضلعی اور تحصیل سطح پر جو احباب درج بالا ورکشاپ کروانا چاہتے ہیں وہ ان نمبرز پر رابطہ کریں۔

0300-7104781 - 0300-7982977



قاری عبدالقیوم مدیر مرکز ابو بکر صدیقؓ 204/R.B کینال روڈ فیصل آباد

گروپ کیساتھ عمرہ ادا کیجئے 21 یوم

107000 روپے روانگی یکم جنوری 2016

بجنگ شروع

فوری بجنگ کروائیں

بہترین ٹرانسپورٹ

قریب ترین ہاٹس



گوٹھ نمٹے
منظور شدہ علاقہ بھر
کاسٹ پہلا ادارہ جو

25 سال سے آپ کی خدمت میں مصروف عمل ہے

تمام انٹر لائنز کی سستی ٹکٹوں کیلئے رابطہ کریں۔

زائرین حرمین کیلئے تحائف • معلوماتی کتب حج و عمرہ • ہینڈ بیگ • تسبیح طواف

برانچ آفس

0301
6837566
0334
4356170

قاری و فاروق تبسم

0300

6596539

حافظ عبدالسلام ہاشمی قمری

0301

6814942

محمد سعید احمد

زبیر سید نے شریعت بالمقابل علی میرج ہاٹ کھڈیا خاص

برانچ آفس

0333-0321
6662422

محمد یحییٰ مدنی

میٹیاں ستر بالمقابل ایم بی بی بینک

ستیانہ روڈ جمال افضل آباد

041-8557315-16

ہیڈ آفس

0301 4966505

0333 4194280

0300 4236407

عالم محمد قاسم

بالمقابل یسٹ ڈیز ہیلتھ ستر

فاروق آباد

056 3877266



BMA
Since 1952

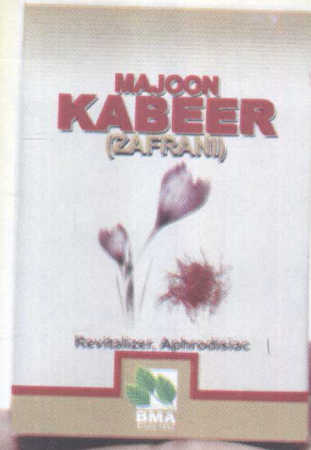
A product of **BMA** Pharma

MAJOON KABEER (ZAFRANI)

لیجئے
جسم میں تازگی و توانائی
کی اک نئی لہر

معجون کبیر
(زعفرانی)

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے



نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیارنگ

Revitalizer, Aphrodisiac

BMA Pharma (Herbal)

1.5 km. Faisalabad Road Okara.

Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205



BMA
Since 1952

Weekly AHL- E - HADITH

106, Ravi Road Lahore (54000)

E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE: www.ahlehadith.org

CPL No
116

Head Office:

Tell: 042-37729933

Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e-Hadith

042-37720257

Paigham T.V:

042-37722876

علامہ غلام محمد طارق
خطیب اعظم لاہور
محرم 1431ھ

علامہ غلام محمد طارق
خطیب اعظم لاہور
محرم 1431ھ

علامہ غلام محمد طارق
خطیب اعظم لاہور
محرم 1431ھ

علامہ غلام محمد طارق
خطیب اعظم لاہور
محرم 1431ھ

علامہ غلام محمد طارق
خطیب اعظم لاہور
محرم 1431ھ

علامہ غلام محمد طارق
خطیب اعظم لاہور
محرم 1431ھ

علامہ غلام محمد طارق
خطیب اعظم لاہور
محرم 1431ھ

علامہ غلام محمد طارق
خطیب اعظم لاہور
محرم 1431ھ

گرچہ ہمیں جان سے پیارے ہیں صحابہ
واللہ ہمیں جان سے پیارے ہیں صحابہ

محمد بن عبد اللہ
محمد بن عبد اللہ
محمد بن عبد اللہ

عظیم صحابہ
13 سالہ
عظیم صحابہ
13 سالہ

3 دسمبر جمعرات اجواء عشاء
3 دسمبر جمعرات اجواء عشاء

میان محمد سلیم شاہد
میان محمد سلیم شاہد

عبد الشکور
عبد الشکور

محمد شمس الدین
محمد شمس الدین

مرکزی جمعیتہ اہل حدیث سی گوجرانوالہ
آفس: 41 بی ٹاؤن ٹاؤن
عقب لاری اڈا گوجرانوالہ

عظیم صحابہ
عظیم صحابہ

0300-0315-7448256